صلح 1390ہش / جنوری 2011ء
جلد 52/شمارہ01/2011ء

جملہ قارئین کو نیا سال مبارک

ماہنامہ

انصاراللہ

اراکین مجلس عاملہ انصار اللہ پاکستان 2010ء صدر صاحب مجلس انصار اللہ پاکستان کے ہمراہ

ایڈیٹر
محمد محمود طاہر

اراکین خصوصی و اراکین مجلس عاملہ انصار اللہ پاکستان

برائے سال 2011ء/ 1390ھش

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سال 2011ء/ 1390ہش کے لئے مندرجہ ذیل اراکین خصوصی ومجلس عاملہ انصار اللہ پاکستان کی منظوری عطا فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو یہ اعزاز مبارک کرے اور احسن رنگ میں خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

اراکین خصوصی

1-مکرم ومحترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب

2-مکرم ومحترم چوہدری حمید اللہ صاحب

3-مکرم ومحترم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب

4-مکرم ومحترم سید میر محمود احمد ناصر صاحب

اراکین مجلس عاملہ

1-نائب صدر اوّل	مکرم ڈاکٹر عبد الخالق خالد صاحب
2-نائب صدر صف دوم	مکرم سید محمود احمد شاہ صاحب
3-نائب صدر	مکرم سید قاسم احمد شاہ صاحب
4-نائب صدر	مکرم ملک منور احمد جاوید صاحب
5-قائدِ عمومی	مکرم عطاء الرحمٰن محمود صاحب
6-قائد تعلیم	مکرم ڈاکٹر سلطان احمد مبشر صاحب
7-قائد تربیت	مکرم راجہ منیر احمد خان صاحب
8-قائد تربیت نو مبائعین	مکرم ڈاکٹر محمد احمد اشرف صاحب
9-قائد ایثار	مکرم میجر شاہد احمد سعدی صاحب
10-قائد اصلاح وارشاد	مکرم شبیر احمد ثاقب صاحب
11-قائدِ ذہانت وصحتِ جسمانی	مکرم عبد الجلیل صادق صاحب
12-قائد مال	مکرم سید طاہر احمد صاحب
13-قائد وقف جدید	مکرم لطیف احمد جھمٹ صاحب
14-قائدِ تحریکِ جدید	مکرم محمد اسلم شاد منگلا صاحب
15-قائد تجنید	مکرم سید میر غلام احمد فرخ صاحب
16-قائد اشاعت	مکرم مرزا فضل احمد صاحب
17-قائد تعلیم القرآن	مکرم عبد السمیع خان صاحب
18-آڈیٹر	مکرم خالد محمود الحسن بھٹی صاحب
19-زعیم اعلیٰ ربوہ	مکرم نصیر احمد چوہدری صاحب
20-معاون صدر	مکرم منیر احمد بسمل صاحب
21-معاون صدر	مکرم سید قمر سلیمان احمد صاحب
مدیر ماہنامہ انصار اللہ	مکرم محمد محمود طاہر صاحب

والسلام

خاکسار

حافظ مظفر احمد

صدر مجلس انصار اللہ پاکستان

اس شمارہ میں

اداریہ 2

القرآن والحدیث 3

کلام الامام 4

اردو منظوم کلام 5

قرارداد عہد وفا 6-7

درود شریف کی اہمیت اور برکات (محمد محمود طاہر) 8-10

حضرت موسیٰ کو ملنے والے نشانات (اقبال حیدر علی) 11-16

انذاری پیشگوئی کا ٹلنا (محمد شریف کاہلوں) 17-18

نظارت رشتہ ناطہ کا تعارف (نظارت رشتہ ناطہ) 19-23

محسن انصار اللہ (نظم) 24

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ مسلم ہندوستان اور انگریز (جمیل احمد بٹ) 25-33

رپورٹ شوریٰ انصار اللہ 34

اخبار مجالس 35-37

نتیجہ امتحان سہ ماہی سوم 2010ء 38-40

نیا سال مبارک

احمدی انصار کی تعلیم وتربیت کیلئے

ماہنامہ

انصار اللہ

ایڈیٹر: محمد محمود طاہر

صلح 1390 ہش جنوری 2011ء

جلد 52

شمارہ 01

فون نمبر 047-6212982 فیکس 047-6214631

موبائل نمبر 0336-7700250

ای میل: ansarullahpakistan@gmail.com

نائبین

☆ ریاض محمود باجوہ

☆ محمود احمد اشرف

☆ مبشر احمد خالد

پبلشر: عبدالستار کوثر

پرنٹر: طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ

کمپوزنگ اینڈ ڈیزائننگ:

فرحان احمد منہاس

مقام اشاعت: دفتر انصار اللہ

دارالصدر جنوبی، چناب نگر (ربوہ)

مطبع: ضیاء الاسلام پریس

شرح چندہ ۔ پاکستان

سالانہ .... 200 روپے

قیمت فی پرچہ .... 20 روپے

اداریہ

سال گزشتہ قربانیوں کا سال اور عزم نو

تمام قارئین کو نیا سال 2011ء مبارک ہو۔اللہ تعالیٰ یہ سال تمام بنی نوع انسان اور احمدیت کے لئے خیروبرکت والا بنائے۔آمین

سال 2010ء تاریخ احمدیت میں ہمیشہ یادرکھا جائے گا۔اس سال جماعت نے اجتماعی جانی قربانی کی ایک نئی تاریخ رقم کرتے ہوئے تقریباً ایک سو کے قریب جانی قربانیاں اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کرنے کی توفیق پائی۔28رمئی کے سانحہ لاہور(دارالذکر و بیت النور) میں ہی 86 جانثاروں کو اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنے کی سعادت حاصل ہوئی جومعلوم مذہبی تاریخ میں ایک دن میں سب سے زیادہ جانوں کی قربانی ہے۔

انصاراللہ کے لئے بھی یہ سال تاریخی اہمیت کا حامل تھا۔68 انصار نے اپنے مولیٰ سے باندھے ہوئے عہد کو نبھایا اوراپنی جانیں بھی نذر کردیں۔اس سال میں ماہنامہ انصاراللہ کی گولڈن جوبلی بھی آئی جس موقع پرحضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغام سے نوازا اور پھر شہدائے لاہور نمبر کے لئے بھی اپنا پیغام ارسال فرمایا یوں حضرت خلیفۃ المسیح کی طرف سے ہمیں براہ راست دو پیغامات ملے جس میں حضور انور ایدہ اللہ نے ہمیں عبادات کے معیار بلند کرنے اور جانی ومالی قربانیوں کے ساتھ ساتھ تربیتی میدان میں اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے کی طرف بھی متوجہ فرمایا اور شہدا کی قربانیوں اوران کی پاکیزہ سیرت کو زندہ رکھنے کی تلقین فرمائی۔اللہ کرے کہ ہم نئے سال 2011ء میں اس عزم کے ساتھ داخل ہوں کہ انصار دین بن کر ہم اپنی جان مال وقت اورعزت کوقربان کرنے کے لئے ہردم تیار رہیں گے۔اس کے ساتھ اپنی اولاد کوبھی کودامن خلافت سے وابستہ رکھنے کی سعی کرتے رہیں گے۔اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطافرمائے۔آمین

دو نفلوں کی تحریک

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 3ردسمبر 2010ء کے خطبہ جمعہ میں احمدی احباب کوروزانہ دونوافل ادا کرنے کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا:۔

پس ان حالات میں دنیا بھر کی جماعتوں کے تمام افراد کو میں خاص طور پر اپنے مظلوم اورتکلیف اورمشکلات میں گرفتار بھائیوں کے لئے دعاؤں کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کم ازکم دو نفل روزانہ صرف ان لوگوں کے لئے ہر احمدی ادا کرے جواحمدیت کی وجہ سے کسی بھی تکلیف میں مبتلا ہیں۔جوظالمانہ قوانین کی وجہ سے اپنی شہری اور مذہبی آزادیوں سے محروم کردیئے گئے ہیں۔اسی طرح جماعتی ترقی کے لئے بھی خاص طور پر دعائیں کریں۔پس اگر ہر احمدی اپنے دل کی بے چینی کو خدا تعالیٰ کے حضور پہلے سے بڑھ کر پیش کرے گا تو خود مشاہدہ کرے گا کہ اللہ تعالیٰ کے پیار کی نظر اس پر کس طرح پڑرہی ہے پہلے سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ ان کو اپنے حصار میں لے لے گا۔

(الفضل 11ردسمبر 2010ء)

القرآن

مضطرّ کی دعا

اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَیَکْشِفُ السُّوْٓءَ
وَیَجْعَلُکُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ
قَلِیْلًا مَّا تَذَکَّرُوْنَ

(النمل : ٦٣)

ترجمہ : یا (پھر) وہ کون ہے جو بےقرار کی دعا قبول کرتا ہے جب وہ اسے پکارے اور تکلیف دور کر دیتا ہے اور تمہیں زمین کے وارث بناتا ہے۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی (اور) معبود ہے؟ بہت کم ہے جو تم نصیحت پکڑتے ہو۔

☆☆☆

الحدیث

قبولیت دعا کا راز

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ مَنْ سَرَّهُ اَنْ یَسْتَجِیْبَ اللّٰہُ لَهُ عِنْدَ الشَّدَائِدِ وَالْکُرَبِ فَلْیُکْثِرِ الدُّعَاءَ فِی الرَّخَاءِ

(ترمذی ابواب الدعوات حدیث نمبر 3382)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تکالیف کے وقت اس کی دعاؤں کو قبول کرے تو اسے چاہئے کہ وہ فراخی اور آرام کے وقت بکثرت دعا کرے۔

کلام الامام

بے قراروں کی دعا سننے والا خدا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں ایک جگہ اپنی شناخت کی یہ علامت ٹھہرائی ہے کہ تمہارا خدا وہ خدا ہے جو بے قراروں کی دُعا سنتا ہے۔جیسا کہ وہ فرماتا ہے اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ (النمل:۶۳) پھر جبکہ خدا تعالیٰ نے دُعا کی قبولیت کو اپنی ہستی کی علامت ٹھہرائی ہے تو پھر کس طرح کوئی عقل اور حیا والا گمان کرسکتا ہے کہ دُعا کرنے پر کوئی آثار صریحہ اجابت کے مترتب نہیں ہوتے اور محض ایک رسمی امر ہے جس میں کچھ بھی روحانیت نہیں؟ میرے خیال میں ہے کہ ایسی بے ادبی کوئی سچے ایمان والا ہرگز نہیں کرے گا جبکہ اللہ جلّ شانہٗ فرماتا ہے کہ جس طرح زمین وآسمان کی صفت پر غور کرنے سے سچا خدا پہچانا جاتا ہے اسی طرح دُعا کی قبولیت کو دیکھنے سے خدا تعالیٰ پر یقین آتا ہے۔پھر اگر دُعا میں کوئی رُوحانیت نہیں اور حقیقی اور واقعی طور پر دُعا پر کوئی نمایاں فیض نازل نہیں ہوتا تو کیونکر دُعا خدا تعالیٰ کی شناخت کا ایسا ذریعہ ہوسکتی ہے جیسا کہ زمین وآسمان کے اجرام واجسام ذریعہ ہیں؟ بلکہ قرآن شریف سے تو معلوم ہوتا ہے کہ نہایت اعلیٰ ذریعہ خدا شناسی کا دُعا ہی ہے اور خدا تعالیٰ کی ہستی اور صفات کاملہ کی معرفتِ تامہ۔یقینیہ کاملہ صرف دُعا سے ہی حاصل ہوتی ہے اور کسی ذریعہ سے حاصل نہیں ہوتی۔وہ امر جو ایک بجلی کی چمک کی طرح یک دفعہ انسان کو تاریکی کے گڑھے سے کھینچ کر روشنی کی کھلی فضا میں لاتا اور خدا تعالیٰ کے سامنے کھڑا کردیتا ہے وہ دعا ہی ہے۔'' (لام الصلح۔روحانی خزائن جلد۱۴ صفحہ ۲۵۹،۲۶۰)

اس طرح ایک اور جگہ آپ فرماتے ہیں:

''بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ ایک کان سے سنتے ہیں دوسری طرف نکال دیتے ہیں ان باتوں کو دل میں نہیں اتارتے۔چاہے جتنی نصیحت کرو مگر ان کو اثر نہیں ہوتا۔یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ بڑا بے نیاز ہے جب تک کثرت سے اور بار بار اضطراب سے دعا نہیں کی جاتی وہ پروا نہیں کرتا۔دیکھو کسی کی بیوی یا بچہ بیمار ہو یا کسی پر سخت مقدمہ آجاوے تو ان باتوں کے واسطے اس کو کیسا اضطراب ہوتا ہے۔پس دعا میں بھی جب تک سچی تڑپ اور حالت اضطراب پیدا نہ ہو تب تک وہ بالکل بے اثر اور بیہودہ کام ہے۔قبولیت کے واسطے اضطراب شرط ہے جیسا کہ فرمایا:

اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ وَیَکْشِفُ السُّوْٓءَ (النمل:۶۳)''

(ملفوظات جلد5 جدید ایڈیشن ص455)

اُردو منظوم کلام

اس رُخ کو دیکھنا ہی تو ہے اصل مُدّعا

لوگو سُنو! کہ زندہ خدا وہ خُدا نہیں
جس میں ہمیشہ عادتِ قُدرت نما نہیں

بِن دیکھے دِل کو دوستو! پڑتی نہیں ہے کَل
قصّوں سے کیسے پاک ہو یہ نفسِ پُرخلل

کیونکر مِلے فسانوں سے وہ دلبرِ ازل
گر اِک نِشاں ہو ملتا ہے سب زندگی کا پھل

اے سونے والو! جاگو کہ وقتِ بہار ہے
اب دیکھو آ کے دَر پہ ہمارے وہ یار ہے

کیا زندگی کا ذوق اگر وہ نہیں ملا
لعنت ہے ایسے جینے پہ گر اُس سے ہیں جُدا

اس رُخ کو دیکھنا ہی تو ہے اصل مُدّعا
جنّت بھی ہے یہی کہ مِلے یارِ آشنا

اے حُبِّ جاہ والو! یہ رہنے کی جا نہیں
اس میں تو پہلے لوگوں سے کوئی رہا نہیں

(دُرِّثمین اُردو ص:۱۰۴)

مجلس شوریٰ انصار اللہ پاکستان 2010ء
کے موقع پر پیش کی جانے والی قرار داد عہد وفا
بخدمت حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

قرارداد عہد وفا

حضور انور نے اپنے حالیہ خطبات میں احباب جماعت کو صبر و استقامت اور عبادتوں کے قیام کی طرف توجہ دلائی ہے اور 12 / نومبر 2010ء کے خطبہ جمعہ میں اس بات کا اظہار فرمایا کہ آج کل بعض لوگ احمدیوں کو اپنے ایمان سے ہٹانے کی ناکام کوشش کر رہے ہیں اور معترضین یہ بات پیش کر رہے ہیں کہ سو سال کا عرصہ گزر گیا لیکن تکالیف کا دور ابھی ختم نہیں ہوا۔

اے ہمارے جان سے محبوب آقا!

ہم سب انصار دین متین پختگی کے ساتھ اس یقین پر قائم ہیں کہ سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے برحق فرستادہ تھے۔ جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنے من جانب اللہ ہونے پر پختہ یقین تھا اسی یقین کامل پر ہم ان کے غلام بھی قائم ودائم ہیں۔ ہم یہ بھی یقین رکھتے ہیں کہ خلافت حقہ احمدیہ خدا تعالیٰ کا قائم کردہ سلسلہ ہے اور ان انعامات کی وارث ہے جس کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے فرمایا تھا۔

آزمائش اور ابتلاء کی ہر گھڑی اور ہر دور میں اللہ تعالیٰ نے جماعت کیلئے ترقیات کے نئے باب وا کئے ہیں۔ ہر مشکل کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے فضلوں کی بارش ہم پر نازل کی اور کر رہا ہے۔ ہم اس بات پر پختہ یقین رکھتے ہیں کہ یہ لمبی آزمائش جہاں جماعت کے لئے کھاد کا کام کر رہی ہے وہاں یہ ہمارے ایمانوں کو مضبوط سے مضبوط تر کرتی جارہی ہے اور ہم حبل اللہ یعنی خلافت احمدیہ کے دامن سے پوری وفا کے ساتھ وابستہ ہیں اور وابستہ رہیں گے۔ انشاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ اگر ہم سے قربانی لینا چاہتا ہے تو ہم اپنا جان، مال، وقت، آبرو سب کچھ اس کی راہ میں نچھاور کرنے کے لئے ہر لحظہ اور ہر دم تیار ہیں اور اللہ کے فضل سے اپنے عملی نمونے سے احمدی انفرادی اور اجتماعی قربانی پیش کر کے سید الشہداء حضرت صاحبزادہ سید عبد اللطیف شہید کی استقامت و وفا کو زندہ رکھے ہوئے ہیں۔

ہم اللہ تعالیٰ کی اس سنت پر بھی پختہ یقین رکھتے ہیں کہ اگر کوئی کمزور ایمان شیطان کے بہکاوے میں آکر ارتداد کا راستہ اختیار کرے گا تو اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے موافق اس کی جگہ ایک قوم لے آئے گا۔ ہم حضور کے غلام نہایت وثوق سے یقین دلاتے ہیں کہ آپ من حیث الجماعت ہمارے قدموں میں کوئی لغزش نہیں پائیں گے اور ہمیشہ کی طرح اب بھی دشمن اپنے بد ارادوں میں ناکام و نامراد اور خائب و خاسر ہوگا۔ انشاء اللہ۔

آج مرکز سلسلہ ربوہ میں اپنی محدود سالانہ شوریٰ انصار اللہ پاکستان 2010ء منعقد کرتے ہوئے ہم جملہ اراکین

شوریٰ آپ سے وہ پیمانِ وفا پھر سے تازہ کرتے ہیں جو خلافت جوبلی کے موقع پر بھی حضور کے ساتھ کر چکے کہ ''ہم نظام خلافت کی حفاظت اور اس کے استحکام کے لئے آخری دم تک جد وجہد کرتے رہیں گے اور اپنی اولاد در اولاد کو ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے اور اُس کی برکات سے مستفیض ہونے کی تلقین کرتے رہیں گے۔'' یہ محض خدا کی دی ہوئی توفیق ہے کہ اس عہد کے بعد سانحہ لاہور سمیت کئی مقامات پر ہمارے 68 انصار بھائیوں نے نحن انصار اللّٰہ کی تصویر بن کر جامِ شہادت نوش کرتے ہوئے اس عہد کو عملاً پورا کر دکھایا ہے۔ وہ خوش نصیب تو اپنی آرزوئیں پوری کر گئے اور ہم منتظر ہیں ہمارے دلوں میں بھی قربانیوں کی جو تمنائیں زندہ ہیں خدا انہیں قبول فرمائے۔ (آمین)

پیارے آقا! پاکستان کے انصار کی کثیر شہادتوں کے اس تاریخ ساز سال میں انصاراللہ پاکستان کو یہ سعادت بھی نصیب ہوئی ہے کہ خلیفۂ وقت نے ہمیں اپنے دو خصوصی پیغامات سے نوازا، ایک شہداء لاہور نمبر کے لئے اور دوسرے ماہنامہ انصاراللہ کی گولڈن جوبلی کے موقع پر، جن میں حضور نے ہمیں قیام نماز تلاوت قرآن کریم، مطالعہ کتب حضرت مسیح موعودؑ کے علاوہ تربیت اولاد اور استحکامِ خلافت ایسی اہم ذمہ داریوں کی طرف خصوصی توجہ دلائی ہے۔

ہم اس موقع پر یہ عہد بھی کرتے ہیں کہ حضور کے تمام ارشادات کو حرز جان بنائیں گے اور خصوصاً خلافت احمدیہ کے قیام واستحکام کی خاطر ہر قربانی کے لئے تیار رہیں گے اور آپ دیکھیں گے کہ ''موت ہمیں ہمارے عظیم مقاصد کے حصول سے خوفزدہ نہیں کر سکتی'' کل بھی ہمارا نعرہ نحن انصار اللّٰہ تھا اور آج بھی نحن انصار اللّٰہ ہی ہمارا نعرہ ہے۔ انشاء اللہ ہم انصارِ دین اور خلافت کے دست وبازو بن کر اپنی آئندہ نسل در نسل کو بھی خلافت احمدیہ سے وابستہ رکھنے میں ہمیشہ کوشاں رہیں گے۔

پیارے آقا! ہماری ایک ہی التجا ہے کہ آپ ہمارے لئے دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس عہد پر قائم ودائم رہنے، اپنی ذمہ داریاں احسن رنگ میں ادا کرنے کی توفیق دے اور طاعت وفائے خلافت کے شیریں ثمرات عطا فرمائے۔ آمین۔ (ہم ہیں اراکین مجلس شوریٰ انصاراللہ پاکستان 2010ء)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے صدر مجلس کی طرف سے اس قرارداد پر مبنی مکتوب کے جواب میں اپنے خط محررہ 14/ دسمبر 2010ء میں **''آپ کی 8/دسمبر کی فیکس بھی مل گئی ہے جس میں مجلس شوریٰ انصاراللہ کے موقع پر تمام ممبران نے اپنے عہد وفا پر قائم رہنے کا اظہار کیا ہے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو استحکام خلافت اور اس کی بقاء کے لئے ہمیشہ اپنے وعدوں کو نبھانے کی توفیق دے۔ آمین۔ میری طرف سے سب کو محبت بھرا سلام پہنچائیں''۔**

درود شریف کی اہمیت اور برکات

﴿مکرم محمد محمود طاہر صاحب﴾

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں کی سورۃ الاحزاب میں فرماتا ہے:

یقیناً اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر رحمت بھیجتے ہیں۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم بھی اس پر درود اور خوب خوب سلام بھیجو۔ (الاحزاب: 57) اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کی فضیلت و مقام بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اس عظیم نبی ﷺ پر اللہ اور اس کے فرشتے بھی رحمت بھیجتے ہیں پس اے ایمان والو تمہارا بھی فرض ہے کہ نبیؐ پر درود اور سلام بھیجا کرو۔ اس فرمان الٰہی سے درود شریف کی اہمیت اور مقام کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ احادیث مبارکہ میں آنحضور ﷺ نے بھی درود کی اہمیت، ضرورت اور برکات بیان فرمائی ہیں۔ ان میں سے چند احادیث کا ذیل میں ذکر کرتا ہوں:

حضرت عبداللہ بن عمرو بنؓ عاص سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ''جب تم موذن کو (اذان دیتے ہوئے) سنو تو تم بھی وہی الفاظ دہراؤ جو وہ کہتا ہے پھر مجھ پر درود بھیجو۔ جس شخص نے مجھ پر درود پڑھا اللہ تعالیٰ اس پر دس گنا رحمتیں نازل فرمائے گا پھر (فرمایا) میرے لئے اللہ تعالیٰ سے وسیلہ مانگو۔ یہ جنت کے مراتب میں سے ایک مرتبہ ہے جو اللہ کے بندوں میں سے ایک بندہ کو ملے گا۔ اور میں امید رکھتا ہوں کہ وہ میں ہی ہوں گا۔ جس کسی نے بھی میرے لئے (اللہ سے وسیلہ مانگا) اس کے لئے شفاعت حلال ہو جائے گی۔''

(مسلم کتاب الصلاۃ باب استحباب القول مثل قول المؤذن لمن سمعہ ثم یصلی علی النبی ﷺ)

حضرت عمرؓ بن خطاب فرماتے ہیں کہ دعا آسمان اور زمین کے درمیان ٹھہر جاتی ہے اور جب تک تو اپنے نبی ﷺ پر درود نہ بھیجے اس میں سے کوئی حصہ بھی (خدا تعالیٰ کے حضور پیش ہونے کے لئے) اوپر نہیں جاتا۔

(ترمذی کتاب الوتر باب ماجاء فی فضل الصلاۃ علی النبی ﷺ)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن لوگوں میں سے سب سے زیادہ میرے نزدیک وہ شخص ہوگا جو ان میں سے مجھ پر سب سے زیادہ درود بھیجنے والا ہوگا۔''

(ترمذی کتاب الصلاۃ باب ماجاء فی فضل الصلاۃ علی النبی ﷺ)

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ مسجد میں مجلس فرما رہے تھے۔ اسی دوران میں ایک شخص آ کر نماز پڑھنے لگا۔ اور جب اس نے دعا کرنی شروع کی تو حمد و ثنا اور درود کے بغیر ہی یوں دعا کرنے لگا

کہ اے اللہ مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما جب وہ دعا کر چکا تو آنحضرت ﷺ نے اسے فرمایا کہ اے نمازی تم نے دعا میں جلد بازی کی ہے جب تم نماز کے آخر میں تشہد کے لئے بیٹھو تو پہلے اللہ تعالیٰ کی ایسے طور پر حمد وثنا بیان کرو جو اس کی شان کے لائق ہو۔ اور مجھ پر درود بھیجو۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے حضور جو دعا کرنی ہو کرو۔ اس حدیث کے راوی حضرت فضالہ بن عبید بیان کرتے ہیں کہ جب حضور اس شخص کو یہ ہدایت دے چکے تو اس کے بعد ایک اور شخص آ کر نماز پڑھنے لگا اور اس نے اپنے لئے دعا کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی اور اس کے بعد آنحضرت ﷺ پر درود بھیجا۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے اسے فرمایا اے نمازی! اب دعا کرو۔ تمہاری دعا قبول ہوگی۔ (ترمذی کتاب الدعوات باب ماجاء فی جامع الدعوات عن النبی ﷺ)

حضرت کعبؓ بن عجرہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ آپ پر سلام بھیجنے کا تو ہمیں علم ہے مگر آپ پر درود کیسے بھیجیں۔ فرمایا کہو! اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

(ترمذی کتاب الصلاۃ باب ماجاء فی صفۃ الصلاۃ علی النبی ﷺ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ مجھ پر درود بھیجا کرو۔ تمہارا مجھ پر درود بھیجنا خود تمہاری پاکیزگی اور ترقی کا ذریعہ ہے۔ (جلاء الافہام بحوالہ کتاب صلوۃ علی النبی ﷺ از اسماعیل بن اسحاق)

آنحضرت ﷺ پر درود کی حکمت:

اس بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''اگرچہ آنحضرت ﷺ کو کسی دوسرے کی دعا کی حاجت نہیں۔ لیکن اس میں ایک نہایت عمیق بھید ہے۔ جو شخص ذاتی محبت سے کسی کے لئے رحمت اور برکت چاہتا ہے وہ بباعث علاقہ ذاتی محبت کے اس شخص کے وجود کی ایک جزو ہو جاتا ہے۔ پس جو فیضان شخص مدعولہ پر ہوتا ہے۔ وہی فیضان اس پر ہو جاتا ہے اور چونکہ آنحضرت ﷺ پر فیضان حضرت احدیت کے بے انتہا ہیں۔ اس لئے درود بھیجنے والوں کو کہ جو ذاتی محبت سے آنحضرت ﷺ کے لئے برکت چاہتے ہیں بے انتہا برکتوں سے بقدر اپنے جوش کے حصہ ملتا ہے۔ مگر بغیر روحانی جوش اور ذاتی محبت کے یہ فیضان بہت ہی کم ظاہر ہوتا ہے۔ اور ذاتی محبت کی یہ نشانی ہے کہ انسان نہ کبھی تھکے اور نہ کبھی ملول ہو اور نہ اغراض نفسانی کا دخل ہو'' (مکتوبات احمد جلد اول صفحہ 535)

درود شریف کی برکات:

درود شریف اور اس کی برکات کے بارہ میں اپنا ذاتی تجربہ بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ درود شریف کے پڑھنے میں یعنی آنحضرت ﷺ پر درود بھیجنے میں ایک زمانہ تک مجھے

بہت استغراق رہا۔ کیونکہ میرا یقین تھا کہ خدا تعالیٰ کی راہیں نہایت دقیق راہیں ہیں۔ وہ بجز وسیلہ نبی کریم ﷺ کے مل نہیں سکتیں۔ جیسا کہ خدا بھی فرماتا ہے وَابْتَغُوْا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ (المائدۃ:36) تب ایک مدت کے بعد کشفی حالت میں میں نے دیکھا کہ دو سقے یعنی ماشکی آئے اور ایک اندرونی راستے سے اور ایک بیرونی راہ سے میرے گھر میں داخل ہوئے ہیں۔ اور ان کے کاندھوں پر نور کی مشکیں ہیں اور کہتے ہیں ھٰذَا بِمَا صَلَّیْتَ عَلٰی مُحَمَّدٍ۔"

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 131 حاشیہ)

یعنی یہ تمام برکات اور انوار آنحضرتؐ پر درود بھیجنے کے نتیجہ میں ملے ہیں۔

حصول استقامت کا ذریعہ:

درود شریف کے ذریعہ سے استقامت حاصل ہوتی ہے چنانچہ اس بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"درود شریف جو حصولِ استقامت کا ایک زبردست ذریعہ ہے بکثرت پڑھو۔ مگر نہ رسم اور عادت کے طور پر بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن اور احسان کو مدنظر رکھ کر اور آپؐ کے مدارج اور مراتب کی ترقی کے لئے اور آپ کی کامیابیوں کے واسطے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ قبولیت دعا کا شیریں اور لذیذ پھل تم کو ملے گا۔" (ملفوظات جلد 3 صفحہ 38)

اپنی دعائوں کو درود میں ڈھال دیں:

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ فرمودہ 24 فروری 2006ء میں فرمایا:۔

"پس جہاں ایسے وقت میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ایک طوفانِ بدتمیزی مچا ہے یقیناً اللہ تعالیٰ کے فرشتے آپؐ پر درود بھیجتے ہوں گے، بھیج رہے ہوں گے، بھیج رہے ہیں۔ **ہمارا بھی کام ہے جنہوں نے اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عاشق صادق اور امام الزمان کے سلسلے اور اس کی جماعت سے منسلک کیا ہوا ہے کہ اپنی دعاؤں کو درود میں ڈھال دیں اور فضا میں اتنا درود وصدقِ دل کے ساتھ بکھیریں کہ فضا کا ہر ذرہ درود سے مہک اُٹھے۔** اور ہماری تمام دعائیں اس درود کے وسیلے سے خدا تعالیٰ کے دربار میں پہنچ کر قبولیت کا درجہ پانے والی ہوں۔ یہ ہے اس پیار اور محبت کا اظہار جو ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے ہونا چاہئے اور آپؐ کی آل سے ہونا چاہئے۔"

(خطبات مسرور جلد 4 صفحہ 115)

اللہ تعالیٰ ہمیں بکثرت آنحضور ﷺ کی ذات والا صفات پر درود وسلام بھیجنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم کو اس کے نتیجہ میں ان تمام برکات کا وارث بنائے جو درود شریف کے نتیجہ میں ملا کرتی ہے۔ آمین۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ملنے والے نشانات

﴿مکرم اقبال حیدر یوسفی صاحب گلشن جامی کراچی﴾

مذاہب عالم کی تاریخ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ جب بھی اللہ تعالیٰ کا کوئی نبی یا رسول انسانوں کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوا تو اسکی مخالفت کی جاتی رہی ان کو طرح طرح کی تکلیفیں اور اذیتیں دی جاتی رہیں۔ ان پر اور ان کے ماننے والوں پر ہر قسم کے مظالم روا رکھے جاتے۔ جتنا بڑا نبی یا رسول ہوا اتنے بڑے مظالم ان پر روا رکھے گئے۔ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سب سے بڑے پیغمبر تھے آپ کے ماننے والوں پر سب سے زیادہ ظلم روا رکھے گئے۔ اللہ تعالیٰ اپنے ان نیک بندوں کی صداقت کو ظاہر کرنے کے لئے مختلف نشانات دکھاتا ہے اور پھر بھی اگر وہ نہیں مانتے تو ان پر مختلف عذاب نازل کرتا ہے اور اگر پھر بھی نہیں مانتے تو ان کو بالکل تباہ کر دیا جاتا ہے۔ اس طرح جب فرعون نے حضرت موسیٰؑ اور ان کے ماننے والوں پر ظلم کئے تو اللہ تعالیٰ نے اس ملک اور قوم پر عذاب نازل کئے جن کا ذکر قرآن کریم اور بائبل میں کئی جگہ ملتا ہے۔ قرآن کریم میں ان نشانات کا ذکر کرتے ہوئے سورۃ الاعراف میں لکھا ہے۔ یعنی ''جب فرعون اور اسکی قوم نے ہماری بات ماننے سے انکار کر دیا تو ہم نے ان پر کئی قسم کے عذاب بھیجے جن میں طوفان ٹڈیوں، جوئیں مینڈکوں اور خون کا عذاب شامل تھا اور یہ ایسے نشانات تھے جن کو ہر کوئی دیکھ سکتا تھا۔ لیکن ان نشانوں کے باوجود فرعون اور اسکی قوم ہماری بات ماننے پر آمادہ نہ ہوئی''۔

اسی طرح سورۃ نمل میں فرماتا ہے:۔ ''یعنی ہم نے موسیٰ سے کہا اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ڈالو اور پھر نکالو تو وہ بغیر کسی بیماری کے سفید نظر آئے گا۔ یہ معجزہ ان نو معجزات میں سے ہے جو حضرت موسیٰؑ کے ہاتھ پر فرعون اور اس کی قوم کو دکھائے گئے لیکن اُنہوں نے ان معجزات سے کوئی فائدہ نہ اُٹھایا۔ قرآن کریم میں نو (۹) نشانات کا ذکر ہے۔

(۱) عصا کا نشان (۲) ید بیضا کا نشان (۳) طوفان کا نشان (۴) ٹڈیوں کا نشان (۵) جوئیں کا نشان (۶) مینڈکوں کا نشان (۷) خون کا نشان (۸) قحط کا نشان (۹) سمندر پار گزرنے کا نشان، لیکن بائبل میں تیرہ نشانات کا ذکر ہے جن کی تفصیل آگے آئے گی۔ حضرت مصلح موعود تعداد کے اس فرق کے متعلق فرماتے ہیں۔

''ان نشانات کے بیان کرنے میں قرآن کریم اور بائبل میں اختلاف نظر آتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ بائبل نے ان نشانات کے بارہ میں بڑے مبالغہ سے کام لیا ہے۔ ورنہ قرآن کریم نے جن ۹ نشانوں کا ذکر کیا ہے ان میں بائبل کے بیان کردہ تمام نشانات آجاتے ہیں۔ چنانچہ طوفان میں اولوں اور تاریکی کا نشان شامل ہے لیکن بائبل میں ان کو علیحدہ علیحدہ بیان کیا گیا ہے۔ اسی طرح قرآن کریم نے خون کا نشان بیان کیا ہے لیکن بائبل نے اسے دریا کے لہو ہو جانے اور جسم پر پھوڑے اور پھنسیاں نکلنے میں تقسیم کر دیا ہے حالانکہ دریا کے پانی کے خون ہو جانے کا مفہوم صرف اسقدر ہے کہ دریا کا پانی اسقدر خراب ہو گیا تھا کہ جو کوئی اس کو پیتا تھا اس کا خون خراب ہو جاتا تھا۔ اسی طرح پلوٹھے بچوں کی موت کا نشان بائبل نے علیحدہ بیان کیا ہے۔ حالانکہ اس کو علیحدہ بیان کرنے کی ضرورت نہیں یا تو یہ نشان دم کے نشان کے ماتحت آجاتا ہے اور یا پھر قُمَّل کے نشان کیونکہ جوئیں، مکھیوں اور مچھروں سے بیماری پھیلتی ہے اور ان سے موت واقع ہو جاتی ہے۔ اس طرح قُمَّل کے ماتحت مچھروں

کا نشان بھی آجاتا ہے کیونکہ عربی زبان میں قُمّلْ کے معنی ان چھوٹے کیڑوں کے بھی ہوتے ہیں جن کے چھوٹے چھوٹے پر ہوتے ہیں (اقرب) غرض ان نشانات کے بارے میں قرآن کریم کا بیان بالکل صحیح اور درست ہے۔ (تفسیر کبیر جلد پنجم ص ۲۱۹، ۲۲۰)

بظاہر یہ آفات ایک ایسا سلسلہ معلوم ہوتی ہیں جو مظاہر فطرت پر مبنی ہوں لیکن ان کی سنگینی اور ان کا جلدی جلدی ایک ہی سال میں وقوع پذیر ہونا حضرت موسیٰ کو ان کا پہلے سے علم ہونا اور بنی اسرائیل کا اس سے محفوظ رہنا اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ خدا کی طرف سے نشان تھے۔ مصر کے جادوگر بھی اس کا اعتراف کرتے تھے۔ چنانچہ لکھا ہے: ''تب جادوگروں نے فرعون سے کہا کہ یہ خدا کا کام ہے پر فرعون کا دل سخت ہو گیا اور جیسا خداوند نے کہہ دیا تھا اس نے ان کی نہ سنی۔'' (خروج باب ۸ آیت ۱۹)

اس کا ذکر قرآن کریم میں سورۃ طٰہٰ کی آیت ۶۶ تا ۷۴ میں یوں ہوا ہے: ترجمہ: (تب موسیٰ نے) کہا (بہتر یہ ہے) کہ تم اپنی تدبیر پھینکو (یعنی ظاہر کرو) پس (انہوں نے جو تدبیر کی) اس کے نتیجہ میں ان کی رسیاں اور ان کے سونٹے (موسیٰ کو ان کے فریب کی وجہ سے) یوں نظر آئے۔ گویا کہ وہ دوڑ رہے ہیں اور موسیٰ اپنے نفس میں پوشیدہ طور پر ڈرا (تب) ہم نے وحی کی (اے موسیٰ) مت ڈر کیونکہ تو ہی غالب آئے گا جو کچھ تیرے دائیں ہاتھ میں ہے اس کو زمین پر ڈال دے۔ جو کچھ انہوں نے کیا ہے اس سب کو وہ نگل جائے گا (یعنی اس کا بھانڈہ پھوڑ دے گا) انہوں نے جو کچھ کیا ہے وہ تو فریب کاروں کا ایک فریب ہے اور فریب کار جس طرف سے بھی آئے (خدا کے مقابلہ میں کامیاب نہیں ہو سکتا) پس (جب موسیٰ کے سونٹا ڈالنے کے بعد فرعون کے لائے ہوئے) چالباز (اپنی کمزوری سمجھ گئے تو وہ اپنی ضمیر کی آواز سے) سجدہ میں گرائے گئے اور کہنے لگے ہم ہارون اور موسیٰ کے رب پر ایمان لاتے ہیں (اس پر فرعون نے) کہا کیا تم میرے حکم سے پہلے ہی اس پر ایمان لاتے ہو (معلوم ہو گیا کہ) وہ تمہارا سردار ہے جس نے تم کو یہ چالاکیاں سکھائی ہیں۔ پس (اس فریب کی جزا میں) میں تمہارے ہاتھ اور پاؤں (اپنی) خلاف ورزی کی وجہ سے کاٹ دوں گا اور میں (تم کو) کھجور کے تنوں سے باندھ کر صلیب دے دوں گا اور تم کو معلوم ہو جائے گا کہ ہم میں سے کون زیادہ سخت اور دیرپا عذاب دے سکتا ہے۔ اس پر انہوں نے (یعنی فرعون کے پہلے ساتھیوں یا ساحروں نے) کہا ہم تجھ کو ان نشانات پر فوقیت نہیں دے سکتے۔ (جو خدا کی طرف سے) ہمارے پاس آئے ہیں اور نہ اس (خدا) پر جس نے ہم کو پیدا کیا پس جو تیرا زور لگتا ہے لگا لے۔ تو صرف اس دنیا کی زندگی کو ختم کر سکتا ہے۔ ہم (اب) اپنے رب پر ایمان لا چکے ہیں تا کہ وہ ہمارے گناہوں کو معاف کر دے اور اس دھوکہ بازی (کے مقابلہ) کو بھی معاف کر دے۔ جس کے لئے تو نے ہم کو مجبور کیا تھا اور اللہ سب سے بہتر اور سب سے زیادہ قائم رہنے والا ہے۔ آئیے اب ان نشانات کی کسی قدر تفصیل ملاحظہ کریں:۔

عصا کا نشان: ''تب خداوند نے موسیٰ سے کہا یہ تیرے ہاتھ میں کیا ہے؟ اس نے کہا لاٹھی۔ پھر اسنے کہا اسے زمین پر ڈال دے اس نے اسے زمین پر ڈالا اور وہ سانپ بن گئی اور موسیٰ اس کے سامنے سے بھاگا۔ تب خداتعالیٰ نے موسیٰ سے کہا ہاتھ بڑھا کر اس کی دم پکڑ لے۔ اس نے ہاتھ بڑھایا اور اسے پکڑ لیا۔ وہ اس کے ہاتھ لاٹھی بن گیا۔'' (خروج باب ۴ آیت ۲ تا ۴)

اس نشان کے متعلق حضرت مصلح موعودؓ تحریر فرماتے ہیں۔ ''یہ عصا جو حضرت موسیٰؑ نے اپنے ہاتھ میں دیکھا یہ بھی ایک کشفی نظارہ تھا اور عصا سے مراد درحقیقت بنی اسرائیل تھے جو انہیں دکھائے گئے۔ چنانچہ لغت میں عصا کے ایک معنی جماعت کے بھی لکھے ہیں۔ (اقرب) جب اللہ تعالیٰ نے ان سے کہا کہ وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يٰمُوْسٰى (طٰہٰ: ۱۸) تو حضرت موسیٰؑ کو طبعاً اس طرف توجہ پیدا ہوئی کہ مجھ سے عصا کے بارے میں کیوں سوال کیا گیا ہے اور انہوں نے اس کی خوبیاں بیان کرنا شروع کر

دیں۔ کہ اَتَوَکَّؤُا عَلَیۡهَا وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰی غَنَمِیۡ وَلِیَ فِیۡهَا مَاٰرِبُ اُخۡرٰی (طٰہٰ:۱۹) میں اس پر سہارا لیتا ہوں اور اسکے ذریعے سے میں اپنی بکریوں پر درختوں کے پتے جھاڑتا ہوں۔ اور اس کے سوا بھی اس میں میرے لئے کئی قسم کے فوائد اور منافع ہیں۔ سہارا لینے کا یہ مفہوم ہے کہ میں ان لوگوں پر اعتماد رکھتا ہوں اور اشاعت دین کے کاموں میں ان کی معاونت اور امداد چاہتا ہوں اور اَهُشُّ بِهَا عَلٰی غَنَمِیۡ کے یہ معنی ہیں کہ میں ان کے ذریعہ اپنے توابع کے فوائد کی نگرانی کرتا ہوں غَنَمٌ قوم کا حصہ نہیں ہوتی بلکہ ایک تابع چیز ہوتی ہے۔ پس جب عصا کے معنی قوم کے ہوئے تو اس آیت کے یہ معنی بنے کہ میں اپنی قوم کے ذریعہ سے اپنے توابع کے فوائد کی بھی نگرانی کرتا ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ تمام نبی اپنے متبعین سے چندہ لیتے آئے ہیں اور اس کے ذریعہ سے اپنی قوم کے غریبوں کے علاوہ دوسری قوم کے غرباء اور شریف لوگوں کی بھی مدد کرتے رہے ہیں۔ جیسا کہ گلہ بان اپنی بھیڑوں کی حفاظت کرتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں مسلمانوں کے لئے زکوٰۃ کا حکم ہے اور زکوٰۃ کے جہاں اخراجات گنائے گئے ہیں، ان میں غریب اور مصیبت زدہ مسلمانوں کا بھی ذکر کیا گیا ہے اور مسافروں کا ذکر بھی کیا گیا ہے خواہ کسی مذہب کا بھی ہو اور مُؤَلَّفَةُ الْقُلُوْب کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ جو یقیناً غیر مذاہب سے لوگ ہوتے ہیں اور اس طرح موسیٰؑ کے واقعہ کو سو فیصدی محمد رسول اللہ ﷺ پر چسپاں کر دیا گیا ہے۔ ان کو بھی حکم دیا گیا ہے کہ اپنی قوم سے زکوٰۃ لو یعنی اپنی قوم کے سونٹے کے ساتھ درختوں کے پتے جھاڑو لیکن وہ پتے تمہاری قوم کے کام ہی نہ آئیں بلکہ ان لوگوں کے کام بھی آئیں جو تمہارے قدم سے باہر ہیں اور جانور کہلانے کے مستحق ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ اس عصا کو زمین پر پھینک دے یعنی دیکھ کہ اگر تو اپنی قوم کی نگرانی چھوڑ دے تو اس کا کیا نتیجہ نکلتا ہے۔ انہوں نے اس کو زمین پر پھینک دیا تو اچانک کیا دیکھا کہ وہ ایک سانپ ہے جو دوڑ رہا ہے چنانچہ حضرت موسیٰؑ نے اپنی زندگی میں دیکھ لیا کہ قوم کی ذرا سی بھی نگرانی چھوڑنے پر وہ سانپ کی طرح زہریلی بن گئی۔ مثلاً حضرت موسیٰؑ چند دنوں کے لئے پہاڑ پر گئے تو اس عرصہ میں وہ قوم بت پرست ہوگئی اسی طرح جب کبھی حضرت موسیٰؑ کی نگرانی میں رخنہ پڑا تو وہ قوم خراب ہوگئی۔ سونٹے کو سانپ کی شکل میں دیکھ کر حضرت موسیٰؑ گھبرائے تو اللہ تعالیٰ نے کہا ڈرو نہیں یہ تمہاری قوم ہی ہے۔ اس کو اچھی طرح پکڑ لو یہ پھر اصل حالت کی طرف لوٹ آئے گی اور ایک مفید وجود بن جائے گی۔ یعنی تیری قوم تیری زندگی میں مستقل طور پر خراب نہیں ہوگی۔ بلکہ جب بھی تو اس کی طرف توجہ کرے گا وہ ٹھیک ہو جائے گی۔''

(تفسیر کبیر جلد پنجم ص ۴۱۳۔۴۱۴)

دوسرا نشان ہاتھ کی سفیدی: بائبل میں لکھا ہے ''پھر خداوند نے اس سے یہ بھی کہا کہ تو اپنا ہاتھ اپنے سینے پر رکھ کر ڈھانک لے اس نے اپنا ہاتھ اپنے سینے پر رکھ کر ڈھانک لیا اور جب اس نے اسے نکال کر دیکھا تو اس کا ہاتھ (کوڑھ سے) برف کی مانند سفید تھا۔ اس نے کہا تو اپنا ہاتھ پھر سینے پر رکھ کر ڈھانک لیا (اس نے اسے پھر سینہ پر رکھ کر ڈھانک لیا جب اس نے سینہ پر سے باہر نکال کر دیکھا تو پھر وہ اس کے باقی جسم کی مانند ہوگیا۔ قرآن کریم نے اس کے متعلق یوں لکھا ہے:۔ وَاضۡمُمۡ یَدَکَ اِلٰی جَنَاحِکَ تَخۡرُجۡ بَیۡضَآءَ مِنۡ غَیۡرِ سُوۡٓءٍ اٰیَۃً اُخۡرٰی (طٰہٰ:۲۳) اور اپنے ہاتھ کو بغل میں دبا لے جب اس کو نکالے گا تو وہ سفید ہوگا۔ بغیر کسی بیماری کے یہ ایک اور نشان ہوگا۔

اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ تحریر فرماتے ہیں:۔

''خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ سے کہا کہ اپنے ہاتھ کو اپنے پہلو کے ساتھ لگا لو عربی زبان میں ید کے معنی بھائی کے بھی

ہوتے ہیں۔ کیونکہ قوم کے افراد بھی اعیان ومددگار کے طور پر کام آتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے موسیٰؑ کو وَاضْمُمْ یَدَکَ اِلٰی جَنَاحِکَ (طٰہٰ: ۲۳) کہہ کر توجہ دلائی کہ تیری قوم میں سے جو کار آمد لوگ ہیں اور تیرے ساتھ ملنے کی کوشش کرتے ہیں ان کو اپنے ساتھ چمٹالو وہ بڑے نورانی وجود بن جائیں گے اور بڑے روحانی کمالات ان سے ظاہر ہوں گے۔ قرآن کریم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جب حضرت موسیٰؑ کو حکم ہوا کہ اپنے ہاتھ کو سینہ سے لگاؤ اور آپ نے اس حکم کی تعمیل کی تو اس وقت وہ بالکل سفید اور نورانی تھا اور یہ سفیدی کسی بیماری کا نتیجہ میں نہیں تھی درحقیقت یہ ایک کشفی نظارہ تھا جو آپ نے دیکھا اور ایک عظیم الشان تعبیر کا حامل تھا۔ لیکن بائیبل اس کے متعلق یہ کہتی ہے کہ...... گویا نعوذ باللہ حضرت موسیٰؑ کا ہاتھ اس وقت کوڑھ کی وجہ سے سفید ہو گیا تھا حالانکہ کوڑھ کی وجہ سے ہاتھ کا سفید ہونا ایک عذاب اور یہ مقام الٰہی تجلی اور اس کی نشان نمائی کا تھا۔ ایسے موقع پر کسی عذاب کا سوال ہی کہاں پیدا ہوتا ہے۔ پس بائیبل کی یہ بات بالبداہت غلط ہے اگر حضرت موسیٰؑ نے اس وقت اپنے آپ کو کوڑھی دیکھا تھا تو ان کا ایمان کیا بڑھا ہوگا۔ وہ تو غمزدہ ہوئے ہوں گے کہ مجھے کوڑھ ہو گیا۔ لیکن قرآن کہتا ہے کہ بَیْضَآءَ مِنْ غَیْرِ سُوْٓءٍ اس کا ہاتھ سفید تھا مگر کوڑھ سے اسے کوئی مشابہت نہ تھی۔ ہم نے بتایا ہے کہ یہ ایک کشفی نظارہ تھا اور اس کی تعبیر یہ تھی کہ اپنی قوم کے کار آمد لوگوں کو اپنے ساتھ ملاؤ ان معنوں کو مدنظر رکھتے ہوئے مِنْ غَیْرِ سُوْٓءٍ میں اس امر کی طرف اشارہ کیا گیا تھا کہ ان لوگوں میں جو نیکی پائی جائے گی۔ وہ ایسی کامل ہوگی کہ اس میں کسی قسم کی خرابی نہیں ہوگی۔ بعض لوگ ظاہر میں اچھے نظر آتے ہیں لیکن اندرونی طور پر نہایت خراب ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو بتایا کہ جب تم ان لوگوں کو اپنے قریب رکھو گے تو یہ کامل طور پر روحانی وجود بن جائیں گے خرابیاں ان میں اُسی وقت پیدا ہونگی جب یہ تجھ سے دور ہو جائیں گے۔'' (تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ: ۴۱۵:۵۱۶)

تیسرا نشان دریا کے لہو ہو جانے کا ہے: اس کے متعلق بائیبل میں لکھا ہے کہ:۔

''موسیٰ اور ہارون نے خداوند کے حکم کے مطابق کیا اور اس نے لاٹھی اُٹھا کر اسے فرعون اور اس کے خادموں کے سامنے دریا کے پانی پر مارا اور دریا کا پانی سب خون ہو گیا اور دریا کی مچھلیاں مرگئیں اور دریا سے تعفن اٹھنے لگا اور مصری دریا کا پانی پی نہ سکے۔'' (خروج باب ۷ آیت ۲۰ تا ۲۱)

چوتھا نشان مینڈکوں کا ہے: اس کے متعلق بائیبل میں لکھا ہے کہ:۔ ''خداوند نے موسیٰ کو فرمایا کہ ہارون سے کہہ کہ اپنی لاٹھی لے کر اپنا ہاتھ دریاؤں اور نہروں اور جھیلوں پر بڑھا اور مینڈکوں کو ملک مصر پر چڑھا لا۔ چنانچہ جتنا پانی مصر میں تھا اس پر ہارون نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور مینڈک چڑھ آئے اور ملک مصر کو ڈھانک لیا۔'' (خروج باب ۸ آیت ۵ تا ۷)

پانچواں جوؤں کا نشان: ''تب خداوند نے موسیٰ سے کہا ہارون سے کہہ اپنی لاٹھی بڑھا کہ زمین کی گرد کو مارتا کہ وہ تمام ملک مصر میں جوئیں بن جائے انہوں نے ایسا ہی کیا اور ہارون نے اپنی لاٹھی لے کر اپنا ہاتھ بڑھایا اور زمین کی گرد کو مارا اور انسان اور حیوان پر جوئیں ہو گئیں اور تمام ملک مصر میں ساری زمین کے گرد جوئیں بن گئی۔'' (خروج باب ۸ آیت ۱۶ تا ۱۸)

چھٹا مری کا نشان: چنانچہ لکھا ہے۔ ''تب خداوند نے موسیٰ سے کہا فرعون کے پاس جا کر اس سے کہہ کہ خداوند عبرانیوں کا خدا یوں فرماتا ہے کہ تو میرے لوگوں کو جانے دے تاکہ وہ میری عبادت کریں کیونکہ اگر تو انکار کرے اور ان کو جانے نہ دے اور اب بھی ان کو روکے رکھے تو دیکھ خداوند کا ہاتھ تیرے چوپایوں پر جو کھیتوں میں ہیں یعنی گھوڑوں، گدھوں،

اونٹوں، گائے، بیلوں اور بھیڑ بکریوں پر ایسا پڑے کہ انہیں بڑی بھاری مری پھیل جائے گی اور خداوند اسرائیلیوں کو چوپایوں اور مصریوں کے چوپائیوں سے جدا کرے گا اور جو بنی اسرائیل کے ہیں ان میں سے ایک بھی نہیں مرے گا۔ اور خداوند نے ایک وقت مقرر کر دیا اور بتایا کہ کل خداوند اس ملک میں یہی حال کرے گا اور خداوند نے دوسرے دن ایسا ہی کیا اور مصریوں کے سب چوپائے مر گئے لیکن بنی اسرائیل کے چوپائیوں میں سے ایک بھی نہ مرا چنانچہ فرعون نے آدمی بھیجے تو معلوم ہوا کہ اسرائیلیوں کو چوپایوں میں سے ایک بھی نہ مرا لیکن فرعون کا دل متعصب تھا اور اس نے لوگوں کو جانے نہ دیا۔“

(خروج باب ۹ آیت ۱ تا ۷)

ساتواں ٹڈیوں کا نشان: ”تب خداوند نے موسیٰ سے کہا کہ ملک مصر میں اپنا ہاتھ بڑھا تا کہ ٹڈیاں ملک مصر میں آئیں اور ہر قسم کی سبزی کو جو اس ملک میں ہے اور اولوں سے بچ رہی چٹ کر جائیں۔ پس موسیٰ نے ملک مصر پر اپنی لاٹھی بڑھائی اور خداوند نے اس سارے دن اور ساری رات پروا آندھی چلائی صبح ہوتے ہوتے پروا آندھی ٹڈیاں لے آئی اور ٹڈیاں سارے ملک مصر پر چھا گئیں اور وہیں ملک مصر کی حدود میں بسیرا کیا اور ان کا دل ایسا بھاری تھا کہ ان سے پہلے ایسی ٹڈیاں کبھی آئیں نہ ان کے بعد کبھی آئیں کیونکہ انہوں نے تمام روئے زمین کو ڈھانک لیا۔ ایسا کہ ملک میں اندھیرا ہو گیا اور انہوں نے اس ملک کی ایک ایک سبزی کو اور درختوں کے میووں کو جو اولوں سے بچ گئے تھے۔ چٹ کر لیا اور ملک مصر میں نہ تو کسی درخت نہ کسی کھیت کی نہ کسی سبزی کی ہریالی باقی رہی اور تب فرعون نے جلد موسیٰ اور ہارون کو بلا کر کہا میں خداوند تمہارے خدا کا گنہگار ہوں سو فقط اس بار میرا گناہ بخشو اور خداوند اپنے خدا سے شفاعت کرو کہ وہ صرف موت کو مجھ سے ٹال دے سو اس نے فرعون کے پاس سے نکال کر خداوند سے شفاعت کی اور خداوند نے پچھوا آندھی بھیجی جو ٹڈیوں کو اڑا کر لے گئی اور ان کو بحر قلزم میں ڈال دیا اور مصر کی حدود میں ایک ٹڈی بھی باقی نہ رہی پھر خداوند نے فرعون کے دل کو سخت کر دیا اور اس نے بنی اسرائیل کو جانے نہ دیا۔“ (خروج باب ۱۰ آیت ۱۲ تا ۲۰)

آٹھواں نشان سمندر سے پار گزرنا: بائبل میں لکھا ہے:۔ ”پھر موسیٰ نے اپنا ہاتھ سمندر کے اوپر بڑھایا اور پھر خداوند نے رات بھر تند پوربی آندھی چلا کر اور سمندر کو پیچھے ہٹا کر اسے خشک زمین بنا دیا اور پانی دو حصے ہو گیا اور بنی اسرائیل سمندر کے بیچ میں سے خشک زمین پر چل کر نکل گئے اور ان کے داہنے اور بائیں ہاتھ پانی دیوار کی طرح تھا اور مصریوں نے تعاقب کیا ور فرعون کے سب گھوڑے اور رتھوں اور سوار ان کے پیچھے پیچھے سمندر کے بیچ میں چلے گئے.........اور اس نے ان کے رتھوں کے پہیوں کو نکال ڈالا سو ان کا چلانا مشکل ہو گیا......صبح ہوتے ہی سمندر پھر اپنی اصلی قوت میں آ گیا اور مصری الٹے بھاگنے لگے اور خداوند نے سمندر کے بیچ ہی مصریوں کو تہ و بالا کر دیا اور پانی پلٹ کر آ گیا۔ اور اس نے رتھوں اور سواروں فرعون کے سارے لشکر کو جو اسرائیلیوں کا پیچھا کرتا ہوا سمندر میں گیا تھا غرق کر دیا اور ایک بھی ان میں سے باقی نہ چھوٹا۔“ (خروج باب ۱۴ آیت ۲۱ تا ۲۸)

قرآن مجید میں اس کا ذکر متعدد مقامات پر آیا ہے: ”تب ہم نے موسیٰ کی طرف وحی کی کہ اپنے سونٹے کو سمندر پر مار جس پر (سمندر) پھٹ گیا اور اس کا ہر ٹکڑا ایک بڑے ٹیلے کی طرح نظر آنے لگا۔ اس وقت ہم دوسرے گروہ (یعنی فرعون) کے قریب لے آئے اور موسیٰ اور اس کے ساتھیوں کو نجات دی اور دوسرے گروہ کو ہم نے غرق کر دیا۔“ (سورۃ الشعراء ۶۴ تا ۶۷) ایک

اورجگہ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

ترجمہ: اورہم نے بنی اسرائیل کو سمندر سے (پار) گزاراتو فرعون اوراس کی فوجوں نے سرکشی اورظلم (کی راہ) سے ان کا پیچھا کیاحتیٰ کہ جب غرق ہونے کی آفت نے اسے (اوراس کی فوج کو) آ پکڑاتو اس نے کہا کہ میں ایمان لاتا ہوں کہ جس (مقتدرہستی) پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں۔اس کے سواکوئی بھی معبودنہیں ہے اورمیں (سچی) فرمانبرداری اختیار کرنے والوں میں سے (ہوتا) ہوں۔(ہم نے کہا) کیا (تو) اب (ایمان لاتا ہے) حالانکہ پہلے تو نے نافرمانی کی اورتو مفسدوں میں سے تھا۔پس اب ہم تیرے بدن (کے بقا) کے ذریعہ سے تجھے (ایک جزوی) نجات دیتے ہیں تا کہ جولوگ تیرے پیچھے آنے والے ہیں ان کے لئے تو ایک نشان ہواورلوگوں میں سے بہت سے افراد ہمارے نشانوں سے بلاشبہ بے خبر ہیں۔ (سورۃ یونس آیت نمبر۹۱ تا ۹۳)

قرآن کریم کی صداقت اس آیت کے ذریعہ سے اب تک ثابت ہورہی ہے کیونکہ فرعون مصر کی لاش سمندر میں غرق ہونے کے بعد بچ کرآج بھی محفوظ رکھی گئی ہے اوراب مصر کے عجائب خانہ میں موجود ہے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ ”بعض بنی اسرائیل نے فرعون کی موت کے بارے میں شک کیا تو اللہ تعالیٰ نے دریا کو حکم دیا کہ فرعون کے بدن بے روح کوجس پر لباس بھی موجود ہے زمین کے ایک ٹیلہ پر پھینک دے تا کہ لوگوں کوفرعون کی موت کا حقیقی ثبوت مل جائے بدن یعنی جسم بلاروح (اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰيٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ) یعنی اکثر لوگ ہماری نشانیوں سے عبرت ونصیحت حاصل نہیں کرتے۔“ (تفسیر ابن کثیر ترجمہ مولانا محمد یونا گڑھی مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ لاہور جلد۲ ص نمبر۴۹۵)

☆☆☆☆

ماھنامہ انصار اللہ کی شرح چندہ میں اضافہ

مہنگائی کی وجہ سے طباعت کے اخراجات میں اضافہ اوررسالہ کی سفید کاغذ پر اشاعت کے پیش نظر جنوری 2011ء سے ماہنامہ انصاراللہ کی سالانہ قیمت -/200 روپے اورفی شمارہ -/20روپے مقرر کی گئی ہے۔بیرون پاکستان خریداران کے لئے سالانہ چندہ -/6000روپے (یورپ کیلئے 50یوروامریکہ اورکینیڈا70ڈالر) کی گئی ہے۔قارئین وایجنٹ حضرات نوٹ فرمالیں۔

مینیجر ماھنامہ انصار اللہ پاکستان

انذاری پیش گوئی کا ٹلنا
مثیل کی حقیقت۔ صعود و نزول کے معنی

﴿مکرم محمد اشرف کاہلوں صاحب۔ فیصل آباد﴾

حضرت ایلیاہؑ قوم بنی اسرائیل میں ایک نبی اللہ گزرے ہیں۔ آپ کی ذات کے حوالہ سے جملہ باتوں میں سے تین چیزوں کا بین ثبوت ملتا ہے۔ 1. انذاری پیش گوئی کی حقیقت 2. آسمان پر جانے کا صعود اور نزول کی حقیقت۔ 3. مثیلی حقیقتِ نزول۔ اسی ترتیب سے تینوں امور کا جائزہ لیتے ہیں اور یہ جائزہ درحقیقت مذہبی دنیا میں جو ان باتوں میں اختلاف ہیں ان میں قول فیصل کی حیثیت رکھتا ہے کیونکہ غور وفکر کرنے والوں اور طالبانِ حق کے لئے یہ چراغ راہ ہدایت ہے۔

آپ کے وقت میں ''اخی اب'' نامی شاہ اسرائیل تھا۔ وہ نہ صرف خود بدعملیوں میں مبتلا تھا بلکہ اُس نے اپنی قوم بنی اسرائیل کو بھی برائیوں کی راہ پر ڈال رکھا تھا۔ یہ سب باتیں خدا تعالیٰ کا غضب بھڑکانے کا باعث بن گئیں اور حضرت ایلیاہؑ نے بادشاہ ''اخی اب'' کی بابت ایک انذاری پیشگوئی بیان کی کہ ''خداوند یوں فرماتا ہے کہ اس جگہ جہاں کتوں نے نبوت کا لہو چاٹا، تیرے لہو کو بھی چاٹیں گے''۔ (ا۔سلاطین، باب 21-19)

اب جب بادشاہ وقت کو اس انذاری پیش گوئی کی خبر ہوئی تو ان نے ''اپنے کپڑے پھاڑے اور اپنے تن پر ٹاٹ ڈالا اور روزہ رکھا اور ٹاٹ میں ہی لیٹنے اور دبے پاؤں چلنے لگا''۔ (ا۔سلاطین، باب 27-21)۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ایلیاہ کو ''اخی اب'' کے رجوع الی الحق کی خبر دیتے ہوئے فرمایا ''اخی اب میرے حضور کیسا بن گیا ہے؟ پس چونکہ وہ میرے حضور خاکسار بن گیا ہے۔ اس لئے میں اس کے ایام میں یہ بلا نازل نہیں کرونگا۔ بلکہ اس کے بیٹے کے ایام میں اس کے گھرانے پر یہ بلا نازل کروں گا''۔ (ا۔سلاطین، باب 21-29)۔ تین سال گزر گئے۔ وہ پہلی حالت پر لوٹ آیا۔ اور اسی اثناء میں اُس نے ''رامات جلعادؔ'' سے لڑائی کا ارادہ لیا اور اس جنگ میں وہ مارا گیا۔ ''اور خداوند کے کلام کے مطابق جو اُس نے فرمایا تھا کتوں نے اُس کا خون چاٹا''۔ (ا۔سلاطین، باب 22-39)۔ اس واقعہ سے انذاری پیش گوئی کی حقیقت اظہر من الشمس ہوگئی کہ ایسی پیشگوئیاں عاجزی وانکساری اور تضرع ابتہال سے مؤخر ہوجاتی ہیں۔ قوم یونس کا واقعہ بھی اسی پر دلالت کرتا ہے۔ اسی تناظر میں حضرت مسیح موعودؑ کی انذاری پیشگوئی بابت عبداللہ آتھم کو دیکھا اور پرکھا جاسکتا ہے کہ رجوع الی الحق کے نتیجہ میں ایک وقت تک اُس کی موت کو موخر کر دیا گیا۔ لیکن جب اُس نے کتمانِ حق سے کام لیا پھر خدائی تقدیر نے اُسے موت کی وادی میں سُلا دیا۔

2. **مثیل کی حقیقت:** آپ کی زندگی کا ایک واقعہ اس سِر کو خوب واشگاف کرتا ہے ''الیشع'' نامی ایک شخص آپ کا

شاگرد اور پیروکار تھا۔ ایک مرتبہ دونوں دریائے یردن کے کنارے پہنچے جبکہ حضرت ایلیاہ کی زندگی کی آخری گھڑی قریب تھی حضرت ایلیاہ نے ''اپنی چادر کو لیا اور لپیٹ کر پانی پر مارا۔ اور پانی دو حصے ہوکر ادھر اُدھر ہوگیا۔ اور دونوں خشک زمین پر ہوکر پار چلے گئے''۔(۲۔سلاطین، باب 2-8)۔دریا پار کرنے کے بعد حضرت ایلیاہ نے الیشع سے پوچھا کہ پیشتر اس کے میں تجھ سے لے لیا جاؤں بتا میں تیرے لئے کیا کروں؟ الیشع نے کہا میں تیری منت کرتا ہوں کہ تیری روح کا دونا مجھ پر ہو۔(۲۔سلاطین، باب 2-9) ایلیاہ نے کہا کہ تو نے مشکل سوال کیا ہے مگر میرے جانے کے بعد تیرے لئے ایسا ہی ہوگا۔(ایضاً۔ب 2-10) بائبل کے مطابق الیشع کے سامنے'' ایلیاہ بگولے میں آسمان پر چلا گیا''۔(2۔سلاطین، باب 2-11)۔اس کے بعد الیشع ایلیاہ سے جدا ہو کر دوراۓ یردن کے کنارے پر واپس آیا۔ اور اس نے ایلیاہ کی چادر کو دریا کے پانی پر مارا تو وہ ادھر اُدھر ہوگیا۔ اور الیشع پار ہوگیا۔(۲۔سلاطین، باب 2-14)۔اس نظارہ کو انبیاء زادوں نے دیکھتے ہوئے کہا'' ایلیاہ کی روح الیشع پر ٹھہری ہوئی ہے۔ (۲۔سلاطین، باب 2-15)۔اس واقعہ سے اور شہادت سے یہ حقیقت آشکار ہوگئی کہ ایلیاہ کی روحانیت الیشع کے وجود سے عود کر آئی اور وہ روحانی طور پر متحد الوجود ہوگئے۔ اور ایک رنگ میں الیشع مثیل ایلیاہ ہوگیا۔ کیونکہ ایلیاہ کی روحانیت الیشع کی روح پر اپنی رنگ و بو کی صورت میں ظاہر ہوگئی۔ اس سے ثابت ہوا کہ سنت اللہ کے موافق قدیم سے ایسا ہوتا چلا آرہا ہے کہ انبیاء و علماء کے روحانی مظاہر یعنی ظل ضرورت حقہ کے وقت اصلاح خلق اللہ کے لئے مامور ہوتے چلے آتے ہیں۔

3. **صعود و نزول کی حقیقت:** حضرت ایلیاہ کی ذات اس نکتہ معرفت کو بھی کھولتی ہے کیونکہ آپ کے بارہ میں جیسا کہ اوپر ذکر آچکا ہے کہ آسمان پر چلے گئے۔ یہود میں یہ عقیدہ قائم ہوگیا ہے کہ وہ ''مسیح کی آمد'' سے قبل آسمان سے نازل ہونگے۔ جیسا کہ ملاکی کتاب میں ہے۔'' دیکھو خداوند بزرگ اور ہولناک دن کے آنے سے پیشتر میں ایلیاہ نبی کو تمہارے پاس بھیجونگا۔''(ملاکی۔ب 4۔5)۔ اب جب حضرت مسیحؑ کی بعثت ہوئی۔ اور انہوں نے اعلان عام کیا کہ میں مسیح وقت ہوں تو یہود نے آپؑ سے دریافت کیا کہ ایلیاہ کہاں ہے؟ حضرت مسیحؑ نے جواب دیا۔ یوحنا ایلیاہ ہے جیسا کہ فرمایا۔'' چاہو تو مانو ایلیاہ جو آنے والا تھا یہی ہے۔ جس کے سننے کے کان ہوں سن لے''(متی باب 11۔15-16)

حضرت یوحنا (یحییٰ) کے بارہ میں عوام الناس کی دو آراء تھیں۔ ''بعض کہتے تھے ایلیاہ ہے اور بعض یہ کہ نبیوں میں سے کسی کی مانند ہے۔ ایک نبی ہے''(مرقس باب 6۔15)۔اس حوالہ سے اس بات کا بھی ثبوت ملتا ہے کہ حضرت مسیحؑ کے وقت بھی لوگوں کا ایک گروہ موجود تھا۔ جو جسمانی رفع آسمانی کا قائل نہیں تھا۔ تبھی تو وہ حضرت یوحنا کو حضرت ایلیاہ خیال کرتے ہوئے اُن کا مثیل سمجھتے تھے۔ حضرت مسیحؑ بھی اسی تصور اور خیال کے داعی تھے کہ حضرت ایلیاہ کا جسمانی رفع آسمانی نہیں ہوا۔ اگر ہوتا تو نزول بھی جسمانی رنگ میں ہونا لازم امر بنتا ہے۔

شعبہ رشتہ ناطہ کا تعارف اور احباب کی راہنمائی کے لئے بعض ضروری امور

﴿ مرسلہ: نظارت رشتہ ناطہ ﴾

رشتہ ناطہ کے کام کا آغاز خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مبارک اور مقدس ہاتھوں سے ہوا۔ آپؑ نے اس کے آغاز کے وقت بذریعہ اشتہار یہ اعلان فرمایا:

''چونکہ خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم اور اس کی بزرگ عنایات سے ہماری جماعت کی تعداد میں بہت ترقی ہو رہی ہے...... اس لئے قرین مصلحت معلوم ہوا کہ ان کے باہمی اتحاد کے بڑھانے کے لئے اور نیز ان کو اہل اقارب کے بد اثر اور بدنتائج سے بچانے کے لئے لڑکیوں اور لڑکوں کے نکاح کے بارے میں کوئی احسن انتظام کیا جائے...... اس لئے مَیں نے انتظام کیا ہے کہ آئندہ خاص میرے ہاتھ میں مستور اور مخفی طور پر ایک کتاب رہے جس میں اس جماعت کی لڑکیوں اور لڑکوں کے نام لکھے رہیں اور اگر کسی لڑکی کے والدین اپنے کنبہ میں ایسی شرائط کا لڑکا نہ پاویں جو اپنی جماعت کے لوگوں میں سے ہو اور نیک چلن اور نیز ان کے اطمینان کے موافق لائق ہو۔ ایسا ہی اگر ایسی لڑکی نہ پاویں تو اس صورت میں ان پر لازم ہوگا کہ وہ ہمیں اجازت دیں کہ ہم اس جماعت میں سے تلاش کریں۔ اور ہر ایک کو تسلی رکھنی چاہئے کہ ہم والدین کے سچے ہمدرد اور غمخوار کی طرح تلاش کریں گے اور حتی الوسع یہ خیال رہے گا کہ وہ لڑکا یا لڑکی جو تلاش کئے جائیں اہل رشتہ کے ہم قوم ہوں۔ اور یا اگر یہ نہیں تو ایسی قوم میں سے ہوں جو عرف عام کے لحاظ سے باہم رشتہ داریاں کر لیتے ہوں۔ اور سب سے زیادہ یہ خیال رہے گا کہ وہ لڑکا یا لڑکی نیک چلن اور لائق بھی ہوں اور نیک بختی کے آثار ظاہر ہوں۔ یہ کتاب پوشیدہ طور پر رکھی جائے گی اور وقتاً فوقتاً جیسی صورتیں پیش آئیں گی اطلاع دی جائے گی۔ اس لئے ہمارے مخلصوں پر لازم ہے کہ اپنی اولاد کی ایک فہرست اسماء (ناموں کی ایک فہرست) بقید عمر و قومیت بھیج دیں تا وہ کتاب میں درج ہو جائے۔'' (مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 51,50)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

''یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے ایک اعلان تھا۔ اسی کے تحت اب یہ شعبہ رشتہ ناطہ مرکز میں بھی قائم ہے، تمام دنیا میں بھی قائم ہے۔'' (خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس 24-12-2004)

پاکستان میں پہلے شعبہ رشتہ ناطہ نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ کے تحت کام کرتا رہا ہے۔ اپریل 2005ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اسے باقاعدہ ایک نظارت کا درجہ دے دیا اور اس کا نام نظارت اصلاح وارشاد رشتہ ناطہ تجویز فرمایا۔ اس کے پہلے ناظر مکرم سید محمود احمد شاہ صاحب مقرر ہوئے۔ موجودہ ناظر مکرم راجہ نصیر احمد صاحب ہیں۔ نظارت اصلاح وارشاد رشتہ ناطہ کے بنیادی طور پر دو شعبے ہیں۔ 1: رشتہ ناطہ 2: رجسٹریشن

رشتہ ناطہ

☆ ایسے لڑکے اور لڑکیاں جن کے والدین اپنے بچوں اور بچیوں کے رشتہ کے سلسلہ میں نظام جماعت سے مدد لینا چاہیں، اُن کی سہولت کے لیے نظارت اصلاح وارشاد رشتہ ناطہ کی طرف سے اُنہیں ایک کوائف فارم مہیا کیا جاتا ہے۔ جس میں لڑکے/لڑکی کا نام، ولدیت، عمر، تعلیم اور قوم وغیرہ سے متعلق معلومات پوچھی جاتی ہیں۔

☆ والدین کی طرف سے مہیا کئے گئے کوائف کا کمپیوٹر میں اندراج کیا جاتا ہے۔ کوائف بصیغہ راز رکھے جاتے ہیں۔

☆ رشتہ کی خواہش مند خاندانوں کے لیے ان کے مطلوبہ کوائف یعنی عمر، تعلیم، قوم، علاقہ وغیرہ کے لحاظ سے رشتے تجویز کیے جاتے ہیں۔

☆ رشتہ ناطہ کے سلسلہ میں فریقین کو تجاویز کوریئر سروس کے ذریعہ بھجوائی جاتی ہیں تاکہ وقت اور ڈاک ضائع نہ ہو۔

☆ رشتہ ناطہ کے کام میں تیزی لانے کے لیے حسب ضرورت فریقین سے بذریعہ فون بھی رابطہ کیا جاتا ہے۔ (اس لیے کوائف بھجوانے والے افراد اپنا فون نمبر ضرور درج فرمائیں)

☆ رابطے کے جدید ذرائع مثلاً فیکس اور E-mail کو بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ بیرونی ممالک سے اکثر کوائف بذریعہ فیکس یا E-mail موصول ہوتے ہیں۔

☆ بیرون ممالک میں رہنے والے احباب جماعت کو رشتہ کی تجاویز بتوسط ایڈیشنل وکالت تبشیر لندن فیکس کی جاتی ہیں۔

☆ رابطہ کے لیے نظارت اصلاح وارشاد رشتہ ناطہ کے فون اور فیکس نمبرز۔ نیز E-mail ایڈریس درج ذیل ہیں۔

فون نمبرز:۔ 047-6212477/047-6214276

فیکس نمبر:۔ 047-6213298 اور E-mail ایڈریس: *rishta.nata@gmail.com* ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ھیں:۔

”رشتوں کی تجویز میں جماعت محض راہنمائی اور تجویز کرے گی اپنی تسلی کرنا فریقین کا کام ہوگا...... جماعت کسی قیمت پر بھی وہ کردار ادا نہیں کرے گی جس میں رشتہ کی ناکامی کی ذمہ داری نظام جماعت پر عائد ہو۔ جماعتی نظام مشورہ دے۔ کوائف پیش کرے۔ معلومات مہیا کرنے میں مدد دے“ (مجلس مشاورت 1983)

رجسٹریشن

رشتہ ناطہ کے علاوہ نکاح فارموں کی رجسٹریشن اور میرج سرٹیفکیٹ وغیرہ کا کام بھی نظارت ھذا کے سپرد ہے۔

ھدایات برائے رجسٹریشن و میرج سرٹیفکیٹ رجسٹریشن

اعلان نکاح کے بعد تین ماہ کے اندر اندر نظارت اصلاح وارشاد رشتہ ناطہ ربوہ میں رجسٹریشن کروائی جائے۔ رجسٹریشن کے لئے نکاح فارم دفتر میں لانے سے قبل غور سے چیک کر لئے جائیں تا کہ کسی کمی یا غلطی کی صورت میں وقت ضائع نہ ہو۔ رجسٹریشن کے لئے چاروں اصل فارمز کا دفتر میں لانا ضروری ہے۔ رجسٹریشن کے بعد دو فارمز دفتر میں محفوظ رہیں گے اور دو فریقین کو واپس کر دیے جائیں گے۔

نکاح فارم پُر کرنے سے متعلق ھدایات

☆ نکاح فارم آپ کی اہم دستاویز ہے اس لئے اس کو انتہائی احتیاط سے پُر کریں۔ لڑکے اور لڑکی کے کوائف نام/ولدیت اور تاریخ پیدائش وغیرہ برتھ سرٹیفکیٹ / شناختی کارڈ اور پاسپورٹ کے مطابق درج کریں۔ تحریر صاف اور خوشخط ہو۔

☆ اعلان نکاح سے مناسب وقت پہلے نکاح فارم مکمل کرلیں تا کہ اگر نکاح فارم میں کوئی کمی یا خامی پائی جائے تو درستی کے لئے وقت کی گنجائش ہو۔

☆ اپنے متعلقہ خانے میں Tick کا نشان لگائیں۔

☆ نکاح فارم کے چار اصل پرت مکمل کرنے ضروری ہیں۔

ولایت : ولایت نکاح کا پہلا حق باپ کو حاصل ہے۔ اگر باپ نہ ہو تو یہ فریضہ بھائی یا کوئی اور عزیز انجام دے گا۔ جیسا کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے درج ذیل ارشاد میں بیان فرمایا گیا ہے۔

> ”اب دیکھو کہ یہ کس قدر انصاف کی بات ہے کہ جیسا کہ اسلام نے یہ پسند نہیں کیا کہ کوئی عورت بغیر ولی کے جو اس کا باپ یا بھائی یا اور کوئی عزیز ہو خود بخود اپنا نکاح کسی سے کر لے ایسا ہی یہ بھی پسند نہیں کیا کہ عورت خود بخود مرد کی طرح اپنے شوہر سے علیحدہ ہو جائے۔“ (چشمہ معرفت صفحہ 276، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 289)

اگر کسی موقع پر ولایت کے سلسلہ میں کوئی مسئلہ درپیش ہو تو اعلان نکاح سے قبل نظارت اصلاح وارشاد رشتہ ناطہ سے راہنمائی حاصل کی جاسکتی ہے۔

وکالت : اگر ولی نکاح کے موقع پر خود حاضر نہ ہوسکتا ہو تو اپنی طرف سے کسی کو وکیل مقرر کر دے لیکن ولی کے خانے میں خود ولی کے ہی دستخط ہوں گے (گواہ بھی اسی جگہ کے ہوں جہاں ولی موجود ہے) جس کیلئے فارم پر جگہ مقرر ہے نیز لڑکا بھی اگر

نکاح کے موقع پر خود حاضر نہ ہوسکتا ہو تو اپنی طرف سے کسی کو وکیل مقرر کرسکتا ہے۔اس کے لئے بھی فارم پر جگہ مقرر ہے۔

گواہ: لڑکی کے دو گواہ ولی کے علاوہ ہونے چاہئیں۔نیز دیگر تمام گواہ بھی عاقل بالغ ہوں اور قریبی ہوں تا بوقت ضرورت آسانی سے دستیاب ہوسکیں۔

مہر: حضرت مصلح موعود نے مہر کی تعیین لڑکے کی چھ ماہ سے ایک سال تک کی آمد بیان فرمائی ہے۔فارم پر حق مہر الفاظ اور اعداد دونوں صورتوں میں لکھا جائے۔اگر ادائیگی بصورت زیور ہو تو تفصیل میں کانٹے، ہار، چوڑیاں وغیرہ کی تعداد اور وزن لکھیں۔جزوی ادائیگی کی صورت میں ادا شدہ رقم اور بقیہ رقم درج کریں۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایت کی روشنی میں بعض انتظامی امور کو مدنظر رکھتے ہوئے جماعتی طور پر اس بات کی پابندی کروائی جاتی ہے کہ یوکے سے جولڑکے پاکستان میں جا کر نکاح کرتے ہیں ان کا حق مہر کم ازکم دس ہزار پونڈ ہو،کینیڈین لڑکے کے لئے حق مہر کی رقم کم ازکم دس ہزار کینیڈین ڈالر ہو اور جرمن لڑکے کے لیے مہر کی رقم کم ازکم سات ہزار یورو ہو۔

تصدیق: لڑکا اور لڑکی جہاں جہاں رہائش رکھتے ہوں اسی جماعت یا حلقے کے صدر صاحب/ امیر صاحب کی تصدیق کروائیں۔تصدیق کیلئے دستخط اور مہر ضروری ہیں۔لڑکے یا لڑکی کے بیرون ملک ہونے کی صورت میں متعلقہ ملک کے نیشنل امیر کی تصدیق ضروری ہے نہ یہ کہ جہاں ان کا آبائی گھر وغیرہ ہے وہاں سے تصدیق کرائی جائے۔

اگر چہ لڑکا یا لڑکی نکاح کے وقت پاکستان میں موجود ہوں تب بھی ان کی تصدیق ان کے متعلقہ ملک کے امیر صاحب کی طرف سے ہونی ضروری ہے۔یاد رہے کہ بیرون ملک لوکل صدر جماعت کی نہیں بلکہ نیشنل امیر صاحب کی تصدیق (دستخط مع مہر) مطلوب ہے۔(صرف جرمنی کے نیشنل سیکرٹری رشتہ ناطہ کے دستخط ہوتے ہیں۔)

نکاح ثانی: اگر لڑکے یا لڑکی کا نکاح اول نہ ہو تو طلاق یا خلع کی صورت میں مصدقہ طلاق نامہ/خلع نامہ نکاح کیساتھ لگانا ضروری ہے۔ (تصدیق ہدایت نمبر 5 کے مطابق کروائیں) یاد رہے کہ خلع کی کاروائی قضاء یا عدالت کے ذریعے ہی ہو سکتی ہے۔قضاء کے فیصلے کی صورت میں امور عامہ کا تنفیذ شدہ فیصلہ ضروری ہے۔اور جس تاریخ کو لڑکا طلاق نامہ پر دستخط کرے، اُسی تاریخ سے عدت شمار ہوگی۔(رخصتی کی صورت میں عدت تین ماہ ہوتی ہے)

ربوہ میں نکاح: ربوہ میں نکاح پڑھے جانے کی صورت میں نظارت اصلاح وارشاد رشتہ ناطہ سے قبل از نکاح منظوری لینا ضروری ہے اور لڑکی کے ولی اور دونوں گواہوں کا دفتر میں آنا ضروری ہے۔نیز بیت المبارک ربوہ میں نکاح پڑھوانے کی صورت میں مکرم ومحترم امیر صاحب مقامی سے تحریری اجازت حاصل کرنا بھی ضروری ہے۔

مصدقہ نقل کا حصول: نظارت ہذا میں رجسٹریشن کے بعد صرف لڑکا یا لڑکی (نیز لڑکی کا ولی) ہی نکاح فارم کی مصدقہ نقل حاصل کرنے کے مجاز ہیں۔اس کے لئے ناظر صاحب اصلاح وارشاد رشتہ ناطہ کے نام صدر صاحب کی تصدیق کے ساتھ درخواست آنی چاہئے۔اگر خود وصول نہ کرسکتے ہوں تو وصول کنندہ کے نام مصدقہ مختار نامہ بھجوانا ضروری ہے۔

میرج سرٹیفکیٹ کا حصول:

نظارت اصلاح وارشاد رشتہ ناطہ کا شائع کردہ" میرج سرٹیفکیٹ سپیلنگ فارم " پُرکر کے نظارت ہذا سے میرج سرٹیفکیٹ حاصل کیا جاسکتا ہے۔سپیلنگ فارم میں احتیاط سے وہی سپیلنگ درج کیے جائیں جو مستند دستاویزات میں درج ہیں۔

بیرون ملک سے پاکستان تشریف لانے والے احباب کیلئے توجہ طلب امور

بیرون ملک سے پاکستان تشریف لانے والے والدین اگر پاکستان میں اپنی بیٹی اور بیٹے کا نکاح کرنا چاہتے ہیں تو انہیں مندرجہ ذیل امور کا خیال رکھنا چاہئے۔

☆ جو فیملی اپنے بیٹے یا بیٹی کی شادی کے لئے پاکستان آئے نکاح فارم مکمل کر کے نیشنل امیر صاحب کی تصدیق کروا کر ساتھ لائے یہاں پر نکاح فارم پر کرنے اور فیکس پر تصدیق کروانے سے فیملیز کو امیگریشن کے لئے اور نظارت رشتہ ناطہ کو انتظامی لحاظ سے مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

☆ اکثر ممالک کی بعض ایمبیسیاں ایسے نکاح قبول نہیں کرتیں جس میں لڑکی اور لڑکے کی جانب سے وکیل مقرر کر کے نکاح کرلیا جاتا ہے۔ایسی صورت میں قانونی تقاضے پورے کرنے کے لئے دونوں کا پاکستان آنا اور لڑکے کا ایجاب و قبول کے وقت خود حاضر ہونا ضروری ہے۔

☆ نکاح فارموں پر دستخطوں کا خاص خیال رکھا جائے اور تاریخوں میں فرق نہیں ہونا چاہئے۔مثلاً لڑکے یا لڑکی نے جس تاریخ کو دستخط کئے ہیں گواہوں کو بھی اسی تاریخ کو دستخط کرنے چاہیں۔لڑکے اور اسکے گواہوں کے دستخط کی تاریخ یکساں ہونی چاہیے اسی طرح لڑکی اور اسکے دونوں گواہوں کے دستخط کی تاریخ یکساں ہونی ضروری ہے۔

☆ دوسری شادی کے لئے ضروری ہے کہ اگر ان کا کیس عدالت میں ہے تو پہلے وہاں سے فیصلہ ہونا ضروری ہے۔صرف جماعتی فیصلہ کافی نہیں۔اس قسم کے نکاح بھی قبول نہیں کئے جارہے۔قانونی مشکلات کی وجہ سے بچیاں پاکستان میں بیٹھی رہتی ہیں۔تنازعات پیدا ہوتے ہیں۔

امراء ممالک کو تصدیق کرتے وقت درج ذیل باتوں کا خیال رکھنا چاہئے

☆ بچے یا بچی کی عمر کا خیال رکھا جائے جن کی عمر 18 سال سے کم ہو انکی تصدیق نہ کی جائے۔

☆ فارم تصدیق کرنے سے قبل اچھی طرح تسلی کرلیا کریں کہ ملکی قوانین کے مطابق اس میں کوئی روک نہ ہو اور جس کی تصدیق کی جارہی ہو اس کے مکمل کوائف فارم میں موجود ہوں۔

نوٹ :ہر لحاظ سے مکمل اور تصدیق شدہ فارم پر ہی نکاح پڑھا جائے۔کسی امر میں کوئی مسئلہ درپیش ہو تو نظارت اصلاح وارشاد رشتہ ناطہ سے راہنمائی حاصل کی جاسکتی ہے۔

نحن انصار اللہ

ہم ہیں انصار اللہ شاہد رہ تو اللہ
عہد ہے اپنا واللہ ہم ہیں انصار اللہ
نحن انصار اللہ

حق نے جو برسائی نعمت ہم نے پائی
ہم ہیں بھائی بھائی ہم ہیں انصار اللہ
نحن انصار اللہ

چھوڑے ہم نے دھندے توڑے ہم نے پھندے
ہم ہیں اس کے بندے ہم ہیں انصار اللہ
نحن انصار اللہ

آیا احمد ہادی بگڑی بات بنا دی
ہم اس کے امدادی ہم ہیں انصار اللہ
نحن انصار اللہ

ہم ہیں قول کے پکے ہم ہیں بات کے سچے
کام ہمارے اچھے ہم ہیں انصار اللہ
نحن انصار اللہ

ہم ہیں حق کے حامی باطل کی ناکامی
نام ہو یا بدنامی ہم ہیں انصار اللہ
نحن انصار اللہ

جائیں گے ہم گھر گھر دستک دیں گے در در
پھول پڑیں یا پتھر ہم ہیں انصار اللہ
نحن انصار اللہ

ظفر محمد ظفر

قسط اوّل

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

مسلم ہندوستان اور انگریز

﴿مکرم جمیل احمد بٹ صاحب کراچی﴾

استہزاء، الزام تراشیاں اور ماننے والوں پر ظلم وہ ہتھیار ہیں جو حق کے مخالف ہر آسمانی آواز کے خلاف استعمال کرتے چلے آئے ہیں۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مقابلے میں مخالفت کی عمارت انہی حربوں پر کھڑی کی گئی۔ ان الزامات میں ایک آپ کے انگریزوں سے تعلق کے حوالے سے بار بار دہرایا جاتا ہے۔ اول جب ہندوستان کے تمام مسلمان انگریزوں کے نام کی مالا جپتے تھے تو مخالف حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کو انگریز حکومت کا باغی کہتے تھے۔ بعد میں جب آزادی کا غلغلہ ہوا تو پینترا بدل کر اب جماعت احمدیہ کو انگریز کا خود کاشتہ پودا قرار دینا زیادہ مفید مطلب ٹھہرا اور جماعت کے قیام کے کم وبیش پچاس برس بعد پہلی بار اس پر انگریز کا ایجنٹ ہونے کا الزام لگایا گیا۔ یہ دونوں الزام غلط ہیں۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ انگریزوں کے باغی تھے اور نہ ہی ایجنٹ۔ غیر ملکی حکمرانوں سے معاملہ میں آپ کا مسلک ان دونوں انتہاؤں کے بیچ حضرت مسیح ناصری کے ہم رنگ تھا یعنی جو قیصر کا ہے قیصر کو دو۔ آپ نے برصغیر کے تمام مسلم زعماء اور علماء کی طرح باوجوہ انگریز حکومت کی تعریف فرمائی۔ اس کے ساتھ امن کے ساتھ رہنے کی تعلیم دی اور شرائط جہاد کی عدم موجودگی کی بنیاد پر جہاد بالسیف کی ممانعت فرمائی۔ لیکن دوسری طرف آپ نے انگریزی طرز اور فیشن کو دین کی راہ میں روک دیکھا اور اس کی ظاہری چمک دمک کو جھوٹی روشنی قرار دیا۔ اور حکومت کے مذہب کی کھلم کھلا مخالفت کی۔ انگریز حکومت اپنی سلطنت کا استحکام عیسائیت کی اشاعت میں دیکھتی جبکہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ عیسائیت کے مکمل خاتمہ کی خدائی تقدیر کے علم بردار تھے اور ہر دم اس مقصد کے حصول کے لئے مصروف جہاد۔ اور یوں آپ کی سرگرمیاں حکومت کے مفاد کے سراسر مخالف تھیں۔ اس الزام کے رد میں تاریخی حقائق کا جائزہ لینے کے لئے سب سے پہلے ہندوستان میں انگریزی حکومت کے قیام کا پس منظر پیش ہے۔

ہندوستان میں انگریزی حکومت: انگریز پہلی بار ایک مسلمان بادشاہ جہانگیر کے دربار میں تجارت کی اجازت کے لئے حاضر ہوئے اور بالآخر انہوں نے ایک اور مسلمان بادشاہ بہادر شاہ ظفر کو ہٹا کر دہلی کو تاج برطانیہ کے تحت کر لیا گو اس عرصہ میں سیاست کی بساط پلٹ چکی تھی۔ جہانگیر پورے ہندوستان کا بادشاہ تھا جبکہ آخری بادشاہ کا اقتدار لال قلعہ پر بھی پورا نہ تھا۔

ہندوستان پر بتدریج قبضہ: انگریزوں کے بتدریج بڑھتے ہوئے اقتدار کا عرصہ ڈھائی سو سال پر محیط ہے جس میں ایسٹ انڈیا کمپنی تجارتی کوٹھیوں سے آغاز کر کے پورے ہندوستان کی مالک بن گئی۔ اس اقتدار میں سب سے زیادہ مددگار تو خود مغل حکومت کے یکے بعد دیگرے نااہل بادشاہ تھے جن کی توجہ امور مملکت سے زیادہ محل سراؤں پر مرکوز رہی اور درباری سازشوں کو کھل کھیلنے کا موقع ملا اقتدار مسلسل کمزور پڑتا گیا کئی مسلمان صوبیداروں نے تخت دہلی سے آزاد ہو کر اپنی علیحدہ علیحدہ حکومتیں قائم کر لیں۔ دوسری طرف مرہٹوں نے سر اٹھایا اور تقریباً تمام شمالی ہندوستان پر قابض ہو گئے اور کچھ عرصہ بعد سکھوں نے پورے پنجاب پر قبضہ کر لیا۔ مرے کو مارے کے مصداق اس دوران ایران اور افغانستان کے مسلمان حکمرانوں نے ہندوستان پر بار بار حملے کر کے لوٹ مار کا بازار گرم رکھا۔ ایران کے نادر شاہ کے حملہ میں دہلی میں ایک لاکھ مسلمان مارے گئے۔ بعد میں افغانستان کے بادشاہ احمد شاہ ابدالی نے دس بار ہندوستان پر حملہ کیا۔ پانی پت کی تیسری لڑائی میں ابدالی کے ہاتھوں مرہٹوں کی شکست نے ایک ایسی ملکی طاقت کو کمزور کر دیا جو انگریزوں کا مقابلہ کر سکتی تھی۔ غدر سے ۱۰۰ سال قبل انگریزوں نے بنگال کے مسلمان سپہ سالار میر جعفر کو اپنے ساتھ ملا کر جنگ پلاسی جیت لی اور عملاً بنگال کے حاکم ہو گئے۔ میسور کے سلطان ٹیپو کے خلاف نظام دکن نے انگریزوں کا ساتھ دیا اور سلطان کا دیوان میر

صادق بھی انگریزوں سے مل گیا اور یوں میسور بھی انگریزوں کے تحت چلا گیا۔ انگریز نے آہستہ آہستہ کمزور مرہٹوں کے تمام علاقوں پر قبضہ کرلیا۔ ۱۸۴۳ء میں سندھ پر فوج کشی کی اور ۱۸۴۹ء میں سکھوں کو شکست دے کر پنجاب کا الحاق بھی سلطنت انگریزی میں ہوگیا۔ ۱۸۵۷ء کے غدر کی ناکامی نے ہندوستان پر انگریز تسلط کو مکمل کر دیا اور ۲ اگست ۱۸۵۸ء کو برطانیہ نے ایسٹ انڈیا کمپنی کے راج کو ختم کر کے براہ راست ہندوستان پر حکومت شروع کر دی۔

انگریز حکومت کا مقصد اور مفاد: انگریز مذہباً عیسائی تھے اور انہیں عیسائیت سے غیر معمولی لگاؤ تھا۔ عیسائیت نہ صرف انگلستان کی حکومت کا مذہب تھا بلکہ مسیحیت قوانین انگلستان کا ایک حصہ اور انگلستان کا بادشاہ نہ صرف برطانوی چرچ کا سربراہ تھا بلکہ آئینی طور پر Defender of Faith دین کا محافظ بھی تھا۔ اس بنیادی حقیقت کے پیش نظر انگریز حکام نے بار بار ہندوستان میں عیسائیت کی تبلیغ کو اپنی حکومت کا خاص مشن، مقصد، فرض اور مفاد قرار دیا۔ ان کی دانست میں مشیتِ ایزدی نے انہیں ہندوستان کی حکومت دی ہی اس عظیم الشان کام کے لئے تھی کہ وہ ہندوستان میں مذہبی اصلاح کر کے اس کی تمام آبادی کو عیسائی بنالیں اور یہی انگریزی راج کی سب سے بڑی برکت تھی جو وہ ہندوستان کی آبادی کو عطا کر سکتے تھے۔ اسی سبب وہ ہر نئے ہندوستانی عیسائی کو ایمپائر کے استحکام کا نیا ذریعہ کہتے اور انگریز سلطنت کا تحفظ ہندوستان کے عیسائی ہو جانے میں دیکھتے۔ مشنوں سے لاپرواہی برتنا ان کے نزدیک اپنے آپ کو نقصان پہنچانا تھا۔ اس زاویہ نگاہ کے تحت ۱۸۵۷ء کے غدر کو بھی انگریز حکام نے عیسائیت کے پھیلاؤ میں خاطر خواہ کوشش نہ کرنے کی سزا سمجھا۔ یہ تمام خیالات اور منصوبے ڈھکے چھپے نہ تھے۔ بلکہ ان کے اظہار میں شہنشاہ برطانیہ جارج سوم کا نافذ کردہ چارٹر، انگلستان کی پارلیمنٹ میں تقاریر، وزیراعظم انگلستان لارڈ پامرسٹن، وزیر ہند اور ہندوستان کے بڑے بڑے انگریز حکام سر ہربرٹ ایڈورڈز، سر جان لارنس، سر ہنری فریئر، سر ڈونالڈ میکلوڈ کے بیانات سب گواہ ہیں۔ بطور مثال اپنی وفات سے کچھ عرصہ قبل پنجاب کے انگریز لیفٹیننٹ گورنر سر ڈونالڈ میکلوڈ کا یہ اظہار: ترجمہ: اگر ہمیں سرزمین ہند میں اپنی سلطنت کے تحفظ کا ذرا بھی خیال ہے تو لازمی ہے کہ ہم انتہائی کوشش کریں کہ یہ ملک عیسائی ہو جائے۔

(The Missions of Church Missionary Society by Robert Clark Page-47 London, 1904)

تبلیغ عیسائیت کے لئے انگریز حکومت کی مساعی: یہ محض باتیں نہ تھیں۔ برطانوی پارلیمنٹ کے کیپلین فرقے کے چند اراکین نے ہندوستان میں تبلیغ عیسائیت کی وکالت کی جس کے نتیجہ میں ۱۷۹۳ء میں پہلا انگریز مبلغ ہندوستان بھیجا گیا اور لندن میں تبلیغ و اشاعت کے کئی نئے ادارے قائم کئے گئے اور برطانوی چرچ کے بیشتر وسائل ہندوستان میں تبلیغ عیسائیت کے لئے استعمال ہونے لگے۔ ۱۸۱۴ء میں برطانیہ کے بادشاہ جارج سوم نے ایسٹ انڈیا کمپنی کے چارٹر میں تبدیلی کر کے کمپنی کی حدود میں پادریوں کے داخلے کی اجازت دے دی۔

ہندوستان میں عیسائیت کی تبلیغ اور فروغ کی اعلیٰ ترین حکومتی سطح پر اس قدر کوشش کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ ہندوستان میں تعینات ہر درجے کے سول اور فوجی انگریز حکام نے ہر قدم پر عیسائیت کی تبلیغ و اشاعت میں بھرپور عملی حصہ لیا۔ وہ عیسائی مشنوں کے لئے سرکاری خزانے سے رقمیں دیتے۔ خود عطیات دیتے مشنز کے قیام کے بارے میں مشورے دیتے اور سنگ بنیاد رکھنے اور دیگر تقریبات میں شامل ہو کر تقاریر کرتے۔ ماتحتوں کو تبلیغ کرتے۔ اسلام کے خلاف کتابیں لکھتے اور ملازمت سے ریٹائر ہو کر خود مشنری بن جاتے۔ غرضیکہ اپنے ذاتی اثر و رسوخ کو پوری دلچسپی، سرگرمی اور جوش سے عیسائیت کی تبلیغ میں استعمال کرتے۔ اور اسی طرح حکومت عیسائی پادریوں کی کھلی سرپرستی کرتی ان کو باقاعدہ امداد و بلکہ تنخواہیں دی جاتیں اور حوصلہ افزائی کے لئے ان کی مساعی پر شکرگزاری کا اظہار برطانوی پارلیمنٹ تک میں ہوتا۔ انگریز فوجی افسروں کی تبلیغ عیسائیت کی سرگرمیوں کے بارے میں انسائیکلوپیڈیا برٹینکا نے یوں گواہی دی ہے: ترجمہ: میجر جنرل سر ہنری ہیولوک جیسے کئی افسر اپنے فارغ اوقات میں شہروں میں (عیسائیت) کی تبلیغ کرتے تھے۔ اس

صورتحال کو سر سید احمد خان نے بغاوت ہند کے اسباب میں سے گنواتے ہوئے تحریر کیا۔

(Encyclopedia Britannica Vol.12 Page 112 London 1970)

”سب جانتے ہیں کہ گورنمنٹ نے پادریوں کو مقرر کیا ہے ان کو تنخواہ دی جاتی ہے دیگر اخراجات اور تقسیم کتب کے لئے بڑی بڑی رقمیں دی جاتی ہیں اور ہر طرح ان کی مددگار اور معاون ہے۔ حکام شہر اور فوج کے افسر ماتحتوں سے مذہبی گفتگو کرتے تھے۔ اپنی کوٹھیوں پر بلا بلا کر پادریوں کے وعظ سنواتے تھے غرض اس بات نے یہاں تک ترقی پکڑی کہ کوئی نہیں جانتا تھا کہ گورنمنٹ کی عملداری میں ہمارا یا ہماری اولاد کا مذہب قائم رہے گا۔“ (رسالہ اسباب بغاوت ہند از سر سید احمد خان)

اس حقیقت کا ایک ادھورا سا ذکر احمدیت کے ایک مخالف کے ہاں یوں ملتا ہے۔

”عیسائی پادری مذہب مسیحیت کی تبلیغ و دعوت اور دین اسلام کی تردید میں سرگرم تھے حکومت وقت جس کا سرکاری مذہب مسیحیت تھا ان کی پشت پناہ اور سرپرست تھی وہ ہندوستان کو یسوع مسیح کا عطیہ سمجھتی تھی۔“ (**قادیانیت از سید ابوالحسن ندوی طبع اول صفحہ ۲۵**)

انگریز حکام کے نزدیک ۱۸۵۷ء کے ہنگامے کا سبب عیسائیت کی تبلیغ میں کمی تھی اسی لئے غدر کے عیسائی جواب کے طور پر (As a Christian reply to munity) ۱۸۵۸ء میں انگلستان میں ایک خاص انجمن قائم کی گئی جس کا کام ہندوستان میں تبلیغ عیسائیت کے لئے لٹریچر بہم پہنچانا تھا۔ صدی کے آخر تک ہندوستان میں عیسائی مبلغین کی تعداد ساڑھے نو ہزار سے تجاوز کر چکی تھی جن میں ہزار کے لگ بھگ پادری یورپ سے آئے تھے۔ عیسائیت کی تبلیغ کے لئے اسکول اور اسپتالوں کا ذریعہ بھی خوب استعمال کیا گیا اور چھوٹے بڑے تمام شہروں میں یہ ادارے قائم کئے گئے۔ اشاعت لٹریچر کی طرف خاص توجہ دی گئی۔ اس کے لئے لاہور، لدھیانہ، الہ آباد اور لکھنؤ میں پانچ مستقل ادارے اور چالیس سے زیادہ پریس قائم کئے گئے اور کروڑوں کی تعداد میں کتب و رسائل مفت تقسیم کئے گئے۔ ان مطبوعات کی قیمتاً فروخت بھی لاکھوں روپوں تک جا پہنچی۔

پادریوں کی ابتدائی دو سو سال کی کوششوں میں کوئی خاص کامیابی حاصل نہ ہونے کے باوجود عیسائیت کی تبلیغ کیلئے انگریز حکومت کی اس عملی سرپرستی کے نتیجہ میں یکدم "عیسائیت کے پھیلاؤ کی عظیم صدی" شروع ہو گئی۔ عیسائی پادری اور مبلغ ہندوستان کے کونے کونے میں پھیل گئے۔ کروڑوں کی تعداد میں لٹریچر شائع اور تقسیم ہونے لگے۔ مشنوں کے زیر سایہ عیسائی اسکول اور ہسپتال کھولے گئے۔ گلیوں، بازاروں اور چوراہوں پر یسوع مسیح کے گیت گائے جانے لگے اور عیسائیت کا ایک ایسا سیلاب امڈ پڑا جس میں آبادی کے ہر طبقہ کے ساتھ کم و بیش دو سو مسلمان علماء، خطیب، حفاظ قرآن اور مسجدوں کے امام بھی بہہ گئے ان مسلمان علماء میں کچھ عیسائی ہونے کے بعد خود پادری بن کر عیسائیت پھیلانے لگے۔ ایسے چند نام یہ ہیں۔ آگرہ کی شاہی مسجد کے امام اور خطیب مولوی عماد الدین، مولوی رجب علی، صفدر علی، عبدالحق، عبداللہ آتھم، احمد مسیح دہلوی اور احمد شاہ شائق۔ یہ موخر الذکر اتنا بد زبان نکلا کہ ۱۸۹۷ء میں بدنام زمانہ کتاب 'امہات المومنین' لکھ ماری۔ عیسائیت کی اس ترقی کو عیسائی مورخوں نے قرونِ اولیٰ کے بعد سب سے بڑی کامیابی قرار دیا جس نے ہندوستان میں ان کی چند سو کی تعداد کو دس لاکھ سے زائد کر دیا۔

دوران حکومت مستقبل کے منصوبے: اس بڑی کامیابی کو بھی مستقبل کی عظیم کامیابیوں کی محض ایک جھلک قرار دیا گیا۔ ایک مناد نے یہ پیش بینی کی: ترجمہ: وہ تمام ترقی جو عیسائیت کو انیسوی صدی میں نصیب ہوئی ہے وہ بہت سے عیسائیوں کے نزدیک ان فتوحات کی محض ایک خفیف سی جھلک ہے جو عیسائیت کو بیسوی صدی میں ملنے والی ہیں۔

(Barrows lectures by John Henry Barrows Page 23 1896-97)

ان متوقع کامیابیوں میں ہندوستان کے ساتھ اور کئی ممالک کا عیسائی ہو جانا شامل تھا جیسے کہ لندن میں ۱۸۸۸ء میں منعقدہ ایک عظیم تبلیغی کانفرنس میں ایک مقرر نے کہا: ترجمہ: بیرونی مشنوں کی دوسری صد سالہ تقریبات تک ہندوستان، چین، جاپان اور جزائر عیسائی سلطنت کا حصہ ہو چکے ہوں گے۔

(Turning the world upside down by A Pullerg & 5 others page 593 England 1972)

مسیح کی عالمگیر بادشاہت اور اور تمام مذاہب پر عیسائیت کے غلبہ کی باتوں نے یہاں تک زور پکڑا کہ پادریوں کو مکہ اور مدینہ میں صلیبی جھنڈا لہرانے کے خواب نظر آنے لگے۔ احیائے اسلام کی کوششوں کو لا حاصل کہہ کر ایک بلند بانگ دعویٰ یوں تھا: ترجمہ: اسلام کے احیاء کی تمام تر لاحاصل کوششیں بالآخر اس پیچیدہ تضاد پر منتج ہوتی دکھائی دے رہی ہیں کہ وہ واحد طریق جس کی مدد سے یہ اپنے آپ کو تباہی سے بچا سکتا ہے بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ یہ اپنے ہاتھوں اپنی زندگی کا خاتمہ کر لے۔(Why not Islam by Frank Balled بحوالہ وفات مسیح اور احیاء اسلام از مولانا دوست محمد شاہد صفحہ ۴۶ کراچی ۱۹۷۹ء)

مسلم ہندوستان اور انگریز: بڑھتے ہوئے انگریزاقتدار کے خلاف کے خلاف چند ریاستی حکمرانوں کی مزاحمت، صوبہ سرحد میں ایک محدود تحریک مجاہدین اور ۱۸۵۷ء کے ہنگاموں کے علاوہ انگریزوں کے ہندوستان میں قیام کے تمام عرصہ میں عام طور پر مسلمان حکمران، وزراء اور ریاستیں انگریزوں کے ہمدرد، دوست، حلیف اور مددگار رہے۔ چند مشہور مسلمان ریاستوں نے تو اپنے تمام وسائل انگریزوں کے لئے وقف کئے رکھے۔ کمزور مغلیہ حکومت، پڑوسی ملکوں کے مسلمان حملہ آوروں اور اندرونِ ملک اقتدار کی جنگوں سے پیدا شدہ افراتفری اور بدامنی سے تنگ آئے ہوئے مسلم عوام نے بھی عام طور پر انگریزوں کو بہتر حاکم سمجھا اور دستِ تعاون بڑھائے رکھا۔ حتیٰ کہ انگریزی فوج میں شامل ہوئے۔ ان کی فتوحات کے لئے اپنی جانیں بھی قربان کیں۔ علمائے اسلام بھی غدر کی مذمت، انگریزوں سے جہاد حرام، تحریک مجاہدین سے لاتعلقی، انگریزوں سے اظہار وفاداری اور ان کی تعریف و توصیف میں مسلسل فتوے اور بیان دیتے رہے۔ اس تاریخ کا پانچ ادوار میں ایک مختصر جائزہ درج ذیل ہے۔

از ابتداء تا قبل از غدر: انگریزوں کی ہندوستان میں آمد سے غدر تک کا زمانہ برصغیر پر ان کے تدریجی قبضہ کا دور ہے۔ گو اس واقعاتی تسلسل میں تاریخ نے چند ایسے مسلمان حکمرانوں کے نام بھی محفوظ کئے ہیں۔ جو اپنے علاقائی حدود حاکمیت کی حفاظت کے لئے انگریزوں سے نبرد آزما ہوئے۔ نیز ان کے خلاف تحریک مجاہدین کا ذکر بھی ملتا ہے۔ لیکن مقابلۃً کہیں زیادہ نام ایسے حکمرانوں کے ہیں جنہوں نے بالواسطہ یا براہ راست انگریز سے دوستی کا دم بھر کر ان کی بھرپور اعانت کی۔ اسی طرح عام مسلم عوامی ردعمل میں بھی انگریز سے بہتر تعلقات کی خواہش غالب رہی۔ مقابلہ کرنے والوں میں اول نام بنگال کے نواب سراج الدولہ کا ہے جو ۱۷۵۷ء میں پلاسی میں میدان میں اترا لیکن اپنے سپہ سالار میر جعفر کے فوج کے ایک بھاری دستہ کے ساتھ انگریزوں سے مل جانے کے بعد راہ فرار پر مجبور ہوا اور بعد میں میر جعفر کے لڑکے کے ہاتھوں ہلاک کیا گیا۔ دوسرا بہادر مسلمان جس نے اپنے علاقہ میں انگریزوں سے مقابلہ کیا سلطان حیدر علی تھا۔ کرناٹک میں تین سال مقابلہ رہا لیکن کوئی فیصلہ نہ ہو سکا۔ بعد میں حیدر علی کے بیٹے ٹیپو سلطان نے مقابلہ کی ٹھانی لیکن اس کا دیوان میر صادق اور کئی معتمد ارکان حکومت انگریزوں سے مل گئے۔ دوسری طرف مسلمان حکمران نظام دکن انگریزوں کا ہم رکاب ہوا۔ نتیجتاً سلطان ٹیپو بہادری کے ساتھ جان ہار گیا۔ روسردار رحمت خان بھی انگریزوں کے خلاف اٹھا لیکن انگریزوں نے اودھ کے نواب شجاع الدولہ کے ساتھ مل کر اسے شکست دے دی۔ تحریک مجاہدین کے نام سے انگریز حکومت کے خلاف شورش کا مرکز سرحد تھا اور مسلمانوں کی ایک ایسی جمعیت اس کی سرگروہ تھی جو اپنے آپ کو حضرت سید احمد بریلویؒ سے منسوب کے باوجود ان کے فرمودات کی صریح خلاف ورزی کر رہی تھی۔ سید صاحبؒ نے انگریزی حکومت کی پیشگی اجازت سے صرف پنجاب کی سکھا شاہی کے خلاف علم جہاد بلند کیا تھا جبکہ آپ نے واضح طور پر انگریزوں سے جہاد کی ممانعت فرمائی تھی اور انگریزوں سے آپ کے اچھے ذاتی تعلقات تھے۔ بالکل یہی مسلک آپ کے ساتھی حضرت اسماعیل شہیدؒ کا تھا۔ یہ تحریک بہت خون خرابے کے بعد بے نتیجہ رہ کر ۱۸۶۳ء میں ختم ہوگئی۔ دوسری طرف انگریزوں کے براہ راست مددگاروں میں میر جعفر وصادق کے علاوہ بیشتر مسلم ریاستیں تھیں۔ اودھ کا نواب شجاع الدولہ جس نے باغی روہیلہ سرداروں کے خاتمہ میں انگریزوں کی مدد کی، ریاست ٹونک، مالیر کوٹلہ، جوناگڑھ، رادھن پور، بہاولپور، ریاست فاران کے والی سرفیروز خان شیروانی، دیر اور سوات کے والی، لسبیلہ، ممدوٹ، رامپور، قلات، ریاست لوہارو کے نواب امیر الدین احمد خان سب

انگریزوں کے دوست تھے۔ ریاست بھوپال کے انگریزوں سے مثالی تعلقات تھے لیکن سب سے بڑھ کر خدمت حیدرآباد دکن کے نظام نے کی۔ انگریز حکام نے یہاں تک اعتراف کیا کہ 'اگر نظام حیدرآباد ہمارے ساتھ نہ ہوتے تو ہندوستان میں انگریزی حکومت نہ رہ سکتی۔'' (حیات عثمانی صفحہ۱۱ حیدرآباد دکن)

عوام الناس کے عام طور پر انگریزوں کے حامی ہونے پر آج کے ایک مورخ لکھتے ہیں: ''اس وقت ہندوستانی رئیس، بادشاہ سے لیکر عوام تک مسلمان سے لے کر ہر قوم وملت تک، وطنیت اور آزادی کا احساس یہاں تک کھو چکے تھے کہ نہایت مسرت وشادمانی سے انگریز کی طرف کھنچے چلے گئے۔'' (۱۸۵۷ء پہلی جنگ آزادی از میاں محمد شفیع صفحہ ۳۶ لاہور ۱۹۵۷ء)

۱۸۵۷ء کا غدر: ۱۸۵۷ء کے غدر میں انگریزوں سے لڑنے والوں میں ہندوؤں اور سکھوں کے ساتھ مسلمان بھی شامل تھے۔ میاں محمد شفیع صاحب نے اپنی کتاب ۱۸۵۷ء پہلی جنگ آزادی میں جن تیرہ نمایاں مجاہدین کا ذکر کیا گیا ہے ان میں چھ ہندو اور سکھ ہیں اور پہلا نمبر منگل پانڈے کا ہے دوسری طرف انگریزوں کے حامیوں کے جو ۳۶ نام درج کئے ہیں ان میں غیر مسلم صرف ۱۳ ہیں۔ مسلمانوں کے انگریزوں سے ہمدردی اور دوستی کے اس وسیع مظاہرے کی ایک وجہ ایک اور تاریخ اسلام میں یوں بیان ہوئی ہے۔ ۱۸۵۷ء میں برطانوی حکومت نے سلطان عبدالحمید (سلطنت عثمانیہ کے اس وقت کے خلیفہ) سے مسلمانانِ ہندوستان کے نام اس مضمون کا ایک فرمان حاصل کیا کہ مسلمانان ہندوستان کو انگریزوں کے ساتھ صلح وآشتی سے رہنا چاہئے کیونکہ انگریز ان کے خلیفہ کے دوست ہیں۔ اس فرمان کا مسلمانوں پر زبردست اثر ہوا۔ (تاریخ اسلام از عبدالرحمٰن شوق صفحہ ۸۰۰، ۱۹۶۷ء لاہور)

تمام فرقوں کے سرکردہ علماء اس ہنگامے میں انگریزوں کے ساتھ تھے مثلاً علماء دیوبند کے بارے میں لکھا ہے:

''امر واقعہ یہ ہے کہ ۱۸۵۷ء کی ملکی لڑائی میں علمائے دیوبند نے مولانا مملوک علی (امیر اول تحریک دیوبند) کی پالیسی اختیار کرتے ہوئے من حیث الجماعت انگریزوں کا ساتھ دیا۔'' (ہفت روزہ الاعتصام لاہور ۲ اکتوبر ۱۹۷۰ء صفحہ ۶)

اس غدر میں مسلم ریاستوں کی انگریزوں کی حمایت کا نمائندہ اظہار یہ الفاظ ہیں: ''ریاست بہاولپور کے ساتھ انگریزوں کے ایسے گہرے روابط ومراسم تھے کہ جب انگریزی حکومت دہلی پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہوگئی تو ۲۴ دسمبر ۱۸۵۷ء کو اس کی خوشی میں جشن چراغاں منایا گیا۔'' (بہاولپور کی سیاسی تاریخ از مسعود حسن شہاب صفحہ ۲۸)

غدر میں انگریزوں کی مدد کرنے والے ہندوستانی مسلمانوں کے سرخیل سرسید احمد خاں تھے۔ ایک مورخ نے لکھا:

''انہوں نے بڑے خلوص، سچائی اور وفاداری کے ساتھ انگریزوں کا ساتھ دیا تھا۔ سرسید نہ ہوتے تو بجنور میں ایک انگریز بھی نہ بچ سکتا تھا۔'' (کاروان گم گشتہ از رئیس احمد جعفری صفحہ ۸۹)

انگریزوں کے دیگر مددگاروں کے جو نام میاں محمد شفیع کی کتاب ۱۸۵۷ء میں گنوائے گئے ہیں ان میں سے چند یہ ہیں:

لدھیانہ کے مولوی سید رجب علی شاہ، بجنور کے مولوی محمد علی، ملتان کے مخدوم شاہ محمود، پشاور کا پٹھان محمد حیات خان، نواب احمد علی خاں کھرل، ملک صاحب خاں ٹوانہ، مراد خاں گردیزی، کالا باغ کا مظفر خاں، علی رضا خاں قزلباش، قادیان کے مرزا غلام مرتضیٰ صاحب۔ صلہ میں انگریزوں نے بطور خدمت انعامات دیئے جن میں جاگیریں، بیش قیمت زمینیں، نقد رقوم پینشن، اعلیٰ عہدے اور خطابات شامل تھے۔ مرزا غلام مرتضیٰ صاحب کے خاندان کو ۲۰۰ روپیہ کی ایک خلعت اور ایک پروانہ خوشنودی دیا گیا جو کم ترین انعامات میں سے تھا اور ظاہر کرتا ہے کہ دیگر خدمت گزاروں کے مقابلہ میں ان کی خدمت انگریزوں کے لئے کوئی اہمیت نہ رکھتی تھی۔

۱۸۵۷ تا ۱۸۸۱ء: غدر کی ناکامی کے بعد ہندو تو اپنی فطری عیاری کے ذریعہ صاف پہلو بچا گئے اور سارا الزام مسلمانوں کے سر آن رہا۔ انگریز حکمرانوں کی ناراضگی کو تازہ رکھنے کے لئے عیسائی پادری بھی سرگرم عمل رہے اور اپنی کتابوں میزان الحق اور Indian Musalmans کے ذریعہ سے یہ پراپیگنڈہ کیا کہ ہندوستانی مسلمان انگریزوں کے خیر خواہ نہیں ہیں ان حالات میں مسلمانوں کے

سامنے بنیادی سوال اپنی بقا کا تھا۔ انگریز کے سہارے زندگی کے ہر شعبہ میں آگے بڑھتی ہوئی ہندو قوم سے مقابلہ کر کے اپنی اجتماعی حیثیت کو برقرار اور مضبوط کرنے کا مشکل کام حکومت کی رضامندی اور مدد کے بغیر ممکن نہ تھا۔ اس وقت سب سے بڑی خدمت یہی ٹھہری کہ ماتھے پر لگی غدر کی سیاہی کو حکومت سے عہدو وفاداری کے پانی سے دھو کر من حیث القوم انگریزوں سے تعلقات بحال کئے جائیں۔ اس مقصد کے حصول کے لئے غدر کے بعد برصغیر کے مسلم زعماء نے اعلانیہ ان مسلمانوں کی مذمت کی جنہوں نے غدر میں انگریزوں کے خلاف ہنگامہ آرائی میں حصہ لیا۔ اس سلسلہ میں سب سے نمایاں، گرج دار اور فوری آواز برصغیر میں مسلمانوں کے سب سے بڑے سیاسی لیڈر سر سید احمد خان صاحب نے غدر کے معاً بعد ۱۸۵۸ء میں اپنی مشہور کتاب "اسباب بغاوت ہند" کے ذریعہ بلند کی اور اس ہنگامے کو مفسدوں کی ایک حرمزدگی کہا اس آواز کی تائید مختلف پیرایوں میں اس وقت کے دوسرے علماء نے بھی کی۔ مولانا سید نذیر حسین صاحب محدث دہلوی، جناب مولوی صدیق حسن خان صاحب بھوپالوی، اور مولوی محمد حسین بٹالوی۔ ان علماء نے غدر میں حصہ لینے والوں کو گناہ گار، مفسد، باغی، بدکردار، حشرات الارض اور اس ہنگامے کو بے ایمانی، عہد شکنی، فساد، ہڑبونگ کا نام دیا۔ صرف سید احمدؒ کے مسلک پر کاربند مسلمانوں نے اعلانیہ تحریک مجاہدین سے لاتعلقی کا اظہار کیا اور حکومت انگریزی کو اپنے بھٹکے ہوئے ساتھیوں کی اصلاح کے لئے مشورہ دئے اور بالآخر انگریزی سرکار سے درخواست کر کے اپنے لئے لفظ وہابی (جو باغیانہ سرگرمیوں میں مصروف لوگوں کے لئے حکومت میں مستعمل تھا۔ ہندوستان کی پہلی مذہبی تحریک از مسعود عالم ندوی صفحہ ۱۵) کا استعمال حکماً بند کروانے میں کامیاب ہو گئے۔ غدر جیسے واقعات کو دوبارہ رونما ہونے سے روکنے کے لئے علمائے ہند نے انگریزوں سے ممانعت جہاد کے فتوے دئے۔ اور اس بارے میں کتابیں لکھ لکھ کر عام پھیلائیں۔ ہر مکتبہ فکر کے علماء نے اس کوشش میں حصہ لیا۔ چند مشہور نام یہ ہیں، مولوی کرامت اللہ جونپوری، مولوی چراغ علی صاحب، منشی امیر علی صاحب، مولوی سید نذیر حسین دہلوی، مولوی صدیق حسن خان، مولوی رشید احمد گنگوہی۔ ان متفرق انفرادی فتووں کو ایک ملک گیر اور منظم جدوجہد کر کے مسلمانوں کے اجتماعی فیصلے کا رنگ دینے کا شرف مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کو حاصل ہوا۔ جنہوں نے ۱۸۷۶ء میں "الاقتصاد فی مسائل الجہاد" کے نام سے ایک مبسوط رسالہ لکھا اور پٹنہ تک سفر کر کے پنجاب اور اطراف ہند کے اکابر علمائے کرام کی تصدیق حاصل کی۔ اس تمام کاروائی کے بعد ۱۸۷۹ء میں مولوی صاحب نے یہ رسالہ پنجاب کے انگریز لیفٹیننٹ گورنر چارلس اٹچیسن کے نام معنون کر کے شائع کر دیا۔ بعد میں اس کے انگریزی اور عربی ترجمے بھی شائع ہوئے۔ مسلمانان ہند کا انگریزوں سے تعلقات کی بہتری کے عمل میں ان کی تعریف و توصیف، بار بار اظہار وفاداری اور دوستی اور ہمدردی کے عملی مظاہرے شامل تھے۔ ۱۸۶۹ء میں پنجاب کے مسلمانوں کی پہلی فعال تنظیم انجمن اسلامیہ پنجاب لاہور کا قیام عمل میں آیا تو اس کے مقاصد میں یہ مقصد بھی لکھا گیا "اپنی گورنمنٹ عالیہ کی نسبت خیالات وفاداری کو استحکام دینا''

(سہ ماہی رسالہ انجمن اسلامیہ لاہور ۱۸۶۹ء)

ہندوستان میں مسلمانوں کے سب سے بڑے تعلیمی ادارے علی گڑھ کالج کا سنگ بنیاد انگریز گورنر جنرل لارڈ لٹن نے ۸ جنوری ۱۸۷۷ء کو رکھا۔

۱۸۸۲ء میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی قلم سے انگریزوں کے بارے میں پہلی تحریر کے منظر عام پر آنے سے کہیں پہلے انگریزوں سے مسلمانوں کے خوشگوار تعلقات قائم ہو چکے تھے، جیسا کہ درج ذیل تحریر میں اعتراف کیا گیا ہے۔ مسلمانوں نے من حیث القوم اپنی وفاداری کا یقین دلا دیا......اور مسلمانوں کے دو عظیم فرقوں احناف اور شیعہ نے اسے (برٹش گورنمنٹ کو) کامل وفاداری کا یقین دلایا اور گورنمنٹ بھی ان دونوں کی طرف سے پوری طرح مطمئن ہو گئی اور یہ سب کچھ 1870ء تک ہو چکا تھا۔" (مضمون از مولوی عبدالقادر صاحب قدوسی مندرجہ ہفت روزہ الاعتصام لاہور ۱۹/۱ اکتوبر ۱۹۷۰ء صفحہ ۶)

۱۸۸۲ء تا مئی ۱۹۰۸ء: حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مستعد پبلک زندگی کے اس دور میں آپ کے ہم عصر علماء اور خواص سب

انگریزحکومت سے جہاد کی ممانعت، ہر موقع پر اس کی تعریف وتوصیف، دوستی کے عملی اظہار اور حصول انعامات ومراعات میں مصروف نظر آتے ہیں اس عرصہ میں حکومت کے خلاف کوئی چھوٹی سے چھوٹی آواز بھی نہ اٹھی بلکہ اگر ان علماء نے کسی فرد اور جماعت کو حکومت کا مخالف سمجھا تو حکام کے سامنے اس کی نشاندہی کو اپنا فرض سمجھا۔ اس دور میں جن علماء نے انگریزوں سے جہاد حرام ہونے کی مزید یاد دہانی کرائی ان میں مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی، مفتی لدھیانہ مولوی محمد صاحب، مولوی کرم دین صاحب آف بھین شامل ہیں۔ مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب نے منسوخی جہاد پر ۱۸۹۶ء تک اپنے اخبار میں لکھے ہوئے مضاین کی ایک فہرست اور خلاصہ ایک انگریزی رسالہ میں شائع کیا۔ اس دور میں اس باب میں یہ بھی اضافہ ہوا کہ انگریزوں کو اولوالامر اوران کی اطاعت کو لازم قرار دیا گیا یہ مضمون پہلی بار ۱۸۹۹ء میں مولوی نذیر احمد صاحب دہلوی نے اپنے ترجمۃ القرآن میں بیان کیا جسے پھر مولوی عبداللہ چکڑالوی صاحب مولانا ظفر علی خان صاحب کے والد مولوی سراج الدین صاحب اور انجمن حمایت اسلام کے جملہ ممبران کی طرف سے دہرایا گیا۔ اس دور میں مسلم زعماء نے ہر موقع پر انگریز سے وفاداری کا اظہار اوران کی تعریف کو اپنا طریق بنائے رکھا۔ انفرادی طور پر سرسید احمد خان صاحب، مولوی صدیق حسن خان صاحب، مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب، مولانا نذیر احمد دہلوی صاحب، مولوی عبداللہ چکڑالوی صاحب، مولوی محمد کرم دین دبیر صاحب نے اپنی تحریروں میں انگریزی حکومت کی ان الفاظ میں تعریف کی۔ خدا تعالیٰ کی رحمت، تاریخ میں بے مثل، مسلمانوں کے لئے فخر کا موجب، خدا کی بے انتہا مہربانی، اہل اور حق دار، خداوند تعالیٰ کا نہایت احسان، اورامن پسند، ایسے ہی اظہار اجتماعی طور پر بھی کیے گئے۔ ملکی سطح پر مسلمانان ہند کی پہلی مشہور انجمن اینگلو انڈین محمڈن ڈیفنس ایسوسی ایشن کے نام سے قائم ہوئی۔ ۴ اپریل ۱۸۸۳ اس کے پہلے اجلاس میں مسلمانوں کے لئے یہ لائحہ عمل قرار پایا کہ 'ہمیشہ گورنمنٹ کے کام میں خیر خواہی اور وفاداری کے ساتھ مدد دیتے رہیں۔' (اخبار عام لاہور ۱۲ اپریل ۱۸۸۳ء)

اگلے سال مارچ ۱۸۸۴ء میں مسلمانوں کی مشہور تنظیم انجمن حمایت اسلام کا لاہور میں قیام عمل میں آیا تو اس کے بنیادی مقاصد ایک یہ قرار دیا گیا۔ اہل اسلام کو گورنمنٹ کی وفاداری اور نمک حلالی کے فوائد سے آگاہ کرنا (ماہوار رسالہ انجمن حمایت اسلام لاہور)

نومبر ۱۹۰۲ء میں انجمن حمایت اسلام کے سالانہ اجلاس میں انگریز لیفٹیننٹ گورنر پنجاب بھی شامل ہوئے۔ اس موقع پر علامہ اقبال نے ایک نظم بعنوان خیر مقدم پڑھی اور اپنے دلی جذبات کا اظہار کیا ایک مصرع ہے

ع دعا نکلتی ہے دل سے حضور شاد رہیں۔ (باقیات اقبال صفحہ ۹۹ طبع ۱۹۶۶ء لاہور)

وفاداری کے زبانی اظہار کے ساتھ مسلمان انگریزوں سے دوستی کے عملی مظاہروں میں بھی پیش پیش رہے، وہ ان کی خوشی سے خوش ہوتے، ان کے غم میں برابر کے شریک رہتے اور ضرورت کے وقت مدد کے لئے حاضر ہوتے، مثلاً مصر پر انگریزوں کے قبضہ میں مسلمانان ہند کی مدد کا ذکر یوں کیا گیا ہے۔ معرکہ حال مصر میں جس طرح ریاست بھوپال نے آمادگی اپنی واسطے اعانت مالی وجانی سرکار انگریزی کی ظاہر کی........ اس طرح دیگر ریاست ہائے ہند نے بھی اظہار خیر سگالی کا کیا اور فتح مصر کی سب کو خوشی حاصل ہوئی۔

(ترجمان وہابیہ از مولوی صدیق حسن خان صفحہ ۸ امرتسر)

انگریزوں کی خوشی میں ہندوستان کے مسلمانوں کا پورے جوش اور جذبے کے ساتھ شرکت کا ایک بڑا مظاہرہ ۱۸۸۷ء میں ملکہ وکٹوریہ کے پچاس سالہ جشن جوبلی کے موقع پر ہوا۔ بادشاہی مسجد لاہور میں مختلف فرقہ ہائے اسلام شیعہ، سنی اور اہل حدیث کا مشترکہ اجلاس ہوا اور پر جوش اور موثر تقریروں کے ذریعہ دعائے صحت وسلامتی قیصرہ ہند کے لئے نیا جوش پیدا کیا گیا اس خوشی میں دارالعلوم ندوہ میں ایک دن کی تعطیل کی گئی اور مبارکباد کا تار ارسال کیا گیا۔ مسلمانان ہند کا اپنی خوشی کو انگریزوں کے غم پر قربان کردینے کا اظہار ۱۹۰۱ء میں ملکہ وکٹوریہ کے انتقال پر ہوا یہ عیدالفطر کا دن تھا، لیکن مسلمانان ہند کے دلی جذبات کی ترجمانی کرتے ہوئے شاعر مشرق علامہ اقبال نے دس صفحات پر مشتمل ایک مرثیہ اشک خون کے عنوان سے لکھا جو لاہور کے ایک ماتمی جلسہ میں پڑھا گیا، چند اشعار

اور مصرع یہ تھے۔

ے کہتے ہیں آج عید ہوئی ہے ہوا کرے — اس عید سے تو موت ہی آئے خدا کرے

ع اقلیم دل کی آہ شہنشاہ چل بسی

ع اے ہند تیرے سر سے اٹھا سایہ خدا

ے ہلتا ہے جس سے عرش یہ رونا اسی کا ہے — زینت تھی جس سے تجھ کو یہ جنازہ اسی کا ہے

(باقیات اقبال صفحہ ۹۴-۹۷ طبع ۱۹۶۶ء آئینہ ادب لاہور)

مسلمانوں کا انگریزوں کے تعلقات کا ایک اور رخ خیر خواہی کے جذبوں سے ایسے افراد اور گروہوں کی نشاندہی کرنا تھا جن سے ان کی دانست میں انگریز حکومت کو کسی قسم کا خطرہ تھا یا مستقبل میں ہونے کا امکان تھا۔ یہ دلچسپ حقیقت ہے کہ اس وقت ان مخبریوں کا نشانہ خود حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی ذات اور ان کی جماعت تھی۔ ۱۸۸۴ء میں شائع ہونے والی آپ کی پہلی کتاب براہین احمدیہ کو بھی لدھیانہ کے بعض علماء نے گورنمنٹ کے خلاف قرار دیا اور آپ کو 'پولیٹیکل سرداری' کا دعویدار۔ ۱۸۹۱ء میں میرٹھ کے اخبار شحنہ ہند نے بھی اپنے اداریہ میں اس بات کو دہرایا مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب نے اس کام کا بیڑا اٹھا لیا اور بار بار حکومت کو متنبہ کیا، مثلاً لکھا: "گورنمنٹ کو اس کا اعتبار کرنا مناسب نہیں اور اس سے پرحزر رہنا ضروری ہے ورنہ اس مہدی قادیانی سے اس قدر نقصان پہنچنے کا احتمال ہے جو مہدی سوڈانی سے نہیں پہنچا۔ (اشاعۃ السنہ جلد ۱۶ نمبر ۳ حاشیہ صفحہ ۱۶۸، ۱۸۹۳ء)

"یہ شخص محل خوف ہے اس سے گورنمنٹ کو مطمئن نہ رہنا چاہئے" (اشاعۃ السنہ جلد ۱۸ نمبر ۳ صفحہ ۸۱، ۱۸۹۷ء)

۱۹۰۵ء میں منشی عبداللہ صاحب نے لکھا "ایسے ہی دیگر آیات قرآنیہ اپنے چیلوں کو سنا سنا کر گورنمنٹ سے جنگ کرنے کے لئے مستعد کرنا چاہتا ہے۔" (شہادت قرآنی از منشی محمد عبداللہ صفحہ ۴۰ طبع ۱۹۰۵ء)

اسی طرح شیر اسلام مولوی کرم دین دبیر صاحب نے اپنی کتاب تازیانہ عبرت میں گورنمنٹ کو ہر وقت آپ کا خیال رکھنے کا مشورہ دیا۔ انگریز حکومت سے اس دور کے مسلمان زعماء کے اچھے تعلقات کا اظہار ان خطابات وانعامات سے بھی ہوتا ہے کو انگریزوں نے انہیں عطا کئے۔ چند درج ذیل ہیں۔ سر سید احمد خاں صاحب، ان کے صاحبزادے محمود صاحب اور پوتے راس مسعود صاحب تینوں کو سر کا خطاب ملا۔ مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب کو چار مربع زمین عطا ہوئی۔ مولوی سید نذیر حسین دہلوی، ڈپٹی نذیر احمد، مولانا شبلی نعمانی، مولوی محمد حسین آزاد، مولوی محمد ذکاءاللہ۔ ان سب کو شمس العلماء کا خطاب ملا۔ مولوی صدیق حسن خاں صاحب کو نواب عالیجاہ، امیر الملک اور معتمد المہام کے خطابات سے نوازا گیا۔ ہفت روزہ چٹان لاہور ۲۲ اکتوبر ۱۹۶۲ء کے مطابق مولانا احمد رضا خاں صاحب کو پانچ سو ماہوار وظیفہ ملتا رہا۔

مسلمان علماء اور لیڈروں کو جاگیروں، زمینوں، وظیفوں، تنخواہوں اور خطابات کی شکل میں عام طور پر ملنے والے ان انعامات پر مستزاد اس دور میں فرقہ اہل حدیث کو یہ منفرد عزت افزائی بھی نصیب ہوئی کہ جب اس فرقہ کے زعماء کی جانب سے حکومت سے یہ درخواست کی گئی کہ ان کی جماعت کے اراکین کے لئے لفظ 'وہابی' کے استعمال کو روکا جائے کیونکہ یہ لفظ سرحدی مجاہدین کے لئے عام طور پر استعمال ہوتا ہے اور اہل حدیث کا ان سے کوئی تعلق نہیں تو انگریز حکومت نے ان خدمات کے پیش نظر جو اس فرقہ کے بزرگ سید نذیر حسین دہلوی صاحب، نواب صدیق حسن خان صاحب اور مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب، انگریزوں کے لئے بجالا رہے تھے اس درخواست کو شرف قبولیت بخشا اور مرکزی حکومت ہند اور حکومت پنجاب کی طرف سے باقاعدہ دو علیحدہ حکم ناموں کا اجراء ہوا اور انہیں انگریز سرکار کی جانب سے اہل حدیث تسلیم کرلیا گیا۔

جون ۱۹۰۸ء سے اگست ۱۹۴۷ء: حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی وفات کے بعد کے اس دور میں بھی مسلمان زعماء، لیڈر، علماء اور

ادارے انگریزوں کی مدح سرائی میں مصروف رہے۔ ممانعت جہاد کے مزید فتوے دیے گئے۔ جن علماء نے انگریزوں سے جہاد کی ممانعت کے فتوے اور بیان دیئے ان میں مولوی شبلی نعمانی، شیخ الہند مولانا محمود الحسن بمع پانچ سو سے زائد علماء، خواجہ حسن نظامی، مولانا حسین احمد مدنی اور مولوی ابوالاعلیٰ مودودی صاحب شامل ہیں۔

انگریزوں سے وفاداری کی مجموعی پالیسی کا اظہار مسلمانوں کی چوٹی کی درسگاہ دارالعلوم ندوہ نے جولائی ۱۹۰۸ء میں یوں کیا:

''ندوہ...... کے علماء کا ایک ضروری فرض یہ بھی ہے کہ.......... ملک میں گورنمنٹ کی وفاداری کے خیالات پھیلائیں۔''

(رسالہ الندوہ جلد ۵ صفحہ لکھنؤ جولائی ۱۹۰۸ء)

ندوہ اس پالیسی پر پوری مستعدی سے عمل پیرا رہا۔ نومبر ۱۹۰۸ء میں دارالعلوم ندوۃ العلماء کا سنگ بنیاد لیفٹیننٹ گورنر سرجان پرسکاٹ ہیوٹ کے دست مبارک سے رکھوایا گیا مدرسہ کے لئے انگریز گورنر نے زمین کی منظوری دی اور چھ ہزار سالانہ امداد مقرر کی۔ تمام مسلمانوں کی طرف سے اس کا شکریہ ادا کیا گیا۔ یہ شعر اس موقع کی یادگار ہے۔

ع سچ پوچھئے اگر تو فرنگی محل ہے یہ رکھی بنائے ندوہ ہز آنر نے آکر خود

(حیات شبلی از مولوی سید محمد سلیمان ندوی صفحہ ۴۸۴ مطبوعہ فروری ۱۹۴۳ء)

جمعیت اہل حدیث اور شیعہ علماء نے بھی علیحدہ علیحدہ انگریز حکومت سے اظہار وفاداری میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔

سب کی نمائندگی میں مولوی ظفر علی خاں اور علامہ اقبال کے چند ارشادات: ''حضور جارج خامس شہنشاہ خلد اللہ ملکھم.....دس کروڑ مسلمانوں کے آقا ہونے کے لحاظ سے ہمارے دستگیری پر منجانب اللہ مامور کئے گئے ہیں۔'' (اخبار زمیندار لاہور ۲۹ جولائی ۱۹۱۱ء)

''خدایا یہ بے شک اسلامی حکومت ہے اس حکومت کا سایہ سروں پر ابدالاباد تک قائم رکھ۔'' (اخبار زمیندار لاہور ۱۲ نومبر ۱۹۱۱ء)

''زمیندار اور اس کے ناظرین گورنمنٹ برطانیہ کو سایہ خدا سمجھتے ہیں...... اور اپنے بادشاہ عالم پناہ کی پیشانی کے ایک قطرہ کے بجائے اپنے جسم کا خون بہانے کے لئے تیار ہیں اور یہی حالت ہندوستان کے تمام مسلمانوں کی ہے۔''

(اخبار زمیندار لاہور ۹ / نومبر ۱۹۱۱ء)

مولوی ظفر علی خاں اپنے اخبار زمیندار لاہور کی پیشانی پر بحروف جلی یہ شعر لکھواتے رہے۔

ع تم خیر خواہ دولت برطانیہ رہو سمجھیں جناب قیصر ہند اپنا جاں نثار

پہلی جنگ عظیم کے دوران گورنر پنجاب سر مائیکل اوڈوائر کی فرمائش پر علامہ اقبال نے ایک نظم لکھی جو ۱۹۱۸ء میں ایک مشاعرے میں پڑھی گئی جس میں اپنی اس خواہش کا بھی اظہار کیا: ع ہنگامہ وغا میں میرا سر قبول ہو

انگریز کی ہندوستان میں آمد سے ان کی واپسی تک کے زمانہ میں ان کے برصغیر کے مسلمانوں سے تعلقات کا ایک مختصر جائزہ پیش کیا گیا ان تعلقات کے اپنی شدت، نوعیت اور کیفیت کے اعتبار سے کتنے ہی رنگ کیوں نہ ہوں اگر اس کے لئے کوئی عنوان تجویز کرنا ہو تو صرف وفاداری بشرط استواری ہی ہوسکتا ہے۔ ان خوشگوار اور دوستانہ تعلقات پر شاعر رسول مولانا ظفر علی خان صاحب کا یوں فخر کرنا صرف حقیقت کا ایک اظہار ہی تھا۔

ع تعلقات رعایا و شہریار بھی دیکھ حدیث عاشق و معشوق تو سنی برسوں

(اخبار زمیندار لاہور ۲۹ / اکتوبر ۱۹۱۱ء)

(باقی آئندہ)

مجلس شوریٰ انصار اللہ پاکستان 2010ء

﴿قائد عمومی انصاراللہ پاکستان﴾

مجلس انصاراللہ پاکستان کی محدود مجلس شوریٰ کا ایک روزہ پروگرام قصرِ خلافت میں مورخہ 28/نومبر 2010ء کو صبح نو بجے سے دوپہر سوا ایک بجے تک ہوا۔ممبران کے قیام کا انتظام دفاتر انصاراللہ میں تھا۔ایجنڈا کی دو تجاویز پر غور کے لئے پہلے ہی مجلس عاملہ کے مشورہ سے دو سب کمیٹیاں (برائے تجویز تربیت و مال) مقرر کر دی گئی تھیں۔سب کمیٹیوں نے 27/نومبر کی شب اپنے اجلاس منعقد کر کے سفارشات مرتب کیں جو مجلس شوریٰ میں پیش ہوئیں۔ممبران نے ان پر اپنی آراء پیش کیں اور پھر متفقہ طور پر سفارشات منظور کیں۔اجلاس کی حاضری 147/160 رہی جس میں مرکزی عاملہ کے ممبران، ناظمین علاقہ، ناظمین اضلاع اور مجالس کے نمائندگان شامل تھے۔بعض ناظمین یا نمائندے بیرونِ ملک ہونے یا دیگر مجبوریوں سے شامل نہ ہو سکے۔شوریٰ میں دو تجاویز تھیں ایک بجٹ انصاراللہ پاکستان 2011ء اس کے لئے کمیٹی کے صدر مکرم چوہدری منیر احمد صاحب ناظم انصاراللہ ضلع کراچی اور سیکرٹری قائد صاحب مال تھے یہ کمیٹی 14 ممبران پر مشتمل تھی۔کمیٹی کا اجلاس سرائے ناصر نمبر 1 میں ہوا دوسری تجویز قیادت تربیت کی طرف سے تھی۔اس تجویز کے الفاظ یہ تھے۔''موجودہ حالات میں احباب جماعت کے عزم و حوصلہ کو بلند رکھنے اور صبر و توکل میں اضافہ کیلئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے تازہ خطبات کی روشنی میں مجلس انصاراللہ نمازوں، دعاؤں اور انفرادی رابطہ پر خصوصی توجہ کے لئے لائحہ عمل تجویز کرے''۔اس کمیٹی کے صدر مکرم چوہدری منیر مسعود صاحب ناظم انصاراللہ ضلع لاہور اور سیکرٹری قائد صاحب تربیت تھے۔اس کمیٹی کا اجلاس سرائے ناصر نمبر 2 میں ہوا۔

شوریٰ کے اجلاس میں تلاوت قرآن کریم اور عہد کے بعد مکرم حافظ مظفر احمد صاحب صدر مجلس نے افتتاحی خطاب میں حضور انور کا ماہنامہ انصاراللہ کے شہداء نمبر کیلئے عطا فرمودہ پیغام پڑھ کر سنایا اور اس کے بعد مجلس شوریٰ کے آداب کے سلسلہ میں حضرت مصلح موعود کی ارشاد فرمودہ ضروری ہدایات سنائیں۔دعا کے بعد خاکسار قائد عمومی نے ایجنڈا شوریٰ، روشدہ تجاویز اور تفصیل فیصلہ جات شوریٰ 2009ء بابت قیادت عمومی پیش کئے۔مکرم قائد اصلاح و ارشاد نے بھی تعمیل فیصلہ جات شوریٰ 2009ء بابت قیادت اصلاح و ارشاد کی تعمیل کی رپورٹ پیش کی اس کے بعد دونوں سب کمیٹیوں کی رپورٹس پیش ہوئیں۔مجلس شوریٰ نے سب کمیٹیوں کی رپورٹس منظور کئے جانے کی سفارش کی ازاں بعد خاکسار قائد عمومی، قائد تعلیم القرآن، قائد تربیت اور قائد تعلیم نے اپنے شعبوں کے بارے میں ضروری ہدایات دیں۔صدر محترم نے اپنے اختتامی خطاب میں انصار کو توجہ دلائی کہ حضور انور نے اس تاریخی سال میں (جس میں ہمارے 68 انصار شہید ہوئے) ہمیں دو خصوصی پیغامات (گولڈن جوبلی ماہنامہ انصاراللہ، شہداء لاہور نمبر) عطا فرمائے اور ان میں خصوصیت سے نمازوں، دعاؤں، تلاوتِ قرآن کریم، مالی قربانی، تربیت اولاد اور استحکام خلافت ایسے اہم امور کی طرف توجہ دلائی ہے، جن پر عمل درآمد ہماری اہم ترین ذمہ داری ہے۔حضور انور کے صبر و استقامت سے متعلق تازہ خطبات کے جواب میں جملہ انصار کی طرف سے ان کے جذبات کی ترجمانی کرتے ہوئے امامِ وقت سے وفا اور صبر و رضا کے عہد کو تازہ کیا۔صدر محترم نے آخر میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جماعت کی ترقی و غلبہ کے بارہ میں ارشادات پڑھ کر سنائے۔دعا کے بعد اجلاس برخاست ہوا۔احاطہ قصرِ خلافت میں ظہرانہ کے بعد نمائندگان نے بیت المبارک میں ظہر و عصر کی نمازیں جمع کر کے ادا کیں۔مجلس شوریٰ کا پروگرام نہایت کامیابی سے اختتام پذیر ہوا۔

اخبار مجالس

﴿قیادت عمومی مجلس انصاراللہ پاکستان﴾

میڈیکل کیمپس

مجلس اسلام آباد: مجلس اسلام آباد نے ستمبر 2010ء میں طاہر ڈسپنسری میں 160 مریضوں کو ادویات دیں۔ حسب ہدایت محترم امیر صاحب احتیاطی تدبیر کے طور پر 10 اور 11 ستمبر کو پانچ ڈاکٹر صاحبان نے ڈیوٹی دی۔

نظامت ضلع ننکانہ صاحب: 8 اکتوبر اور 22 اکتوبر 2010ء کو طارق آباد کالونی میں میڈیکل کیمپ لگا کر 90 مریضوں کو ادویات دیں۔

نظامت ضلع نارووال: 4 اور 26 اکتوبر کو میڈیکل کیمپ لگا کر 200 مریض چیک کئے شوگر اور کولیسٹرول کے ٹیسٹ کئے گئے مکرم ڈاکٹر عرفان اللہ خان صاحب نے تعاون فرمایا۔ فجزاہ اللہ

مجلس دارالنور فیصل آباد: 5 تا 26 نومبر 2010ء بمقام کوکھووال 4 فری میڈیکل کیمپ لگائے گئے کل 421 مریضوں کو ادویات دی گئیں۔ مکرم شیخ محمد نعیم الدین صاحب نے مالی معاونت کی۔

پکنک

زعامت علیاء دارالذکر فیصل آباد: مورخہ 17 اکتوبر 2010ء 20 انصار اور 4 اطفال نے گٹ والہ پارک میں برکی ویٹ مشین پر انفرادی وزن کیا گیا۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد حافظ یحییٰ صاحب نے شہدائے لاہور کی یاد میں نظم پڑھی۔ مکرم ڈاکٹر ضیاء اللہ سیال صاحب نے صحت عامہ پر لیکچر دیا۔ لطائف کا تبادلہ بھی ہوا۔

ننکانہ صاحب: ☆ مورخہ 29 اکتوبر 2010ء کو سانگلہ ہل میں مکرم مجید احمد قریشی صاحب نے سانحہ لاہور کے چشم دید حالات سنائے۔

☆ بعد نماز عصر چک 45 مرڑ میں اجلاس میں مکرم ناظم صاحب ضلع نے عشرہ تربیت کے پروگراموں کی تفصیل بتائی۔ مکرم مجید احمد قریشی صاحب نے عشرہ تربیت کے اور شہدائے لاہور کا ذکر خیر کیا۔ حاضری انصار 16، خدام 18 اور اطفال 16 رہی۔

☆ **مجلس چھور مغلیاں:** حضور انور کا خطبہ جمعہ سننے کے بعد مکرم ناظم صاحب ضلع نے تربیتی امور پر تقریر کی مکرم مجید احمد قریشی صاحب نے شہدائے لاہور کا ذکر خیر کیا حاضری انصار 10، خدام 20، اطفال 9 رہی۔

☆ **مجلس چھور کوٹلی:** نماز فجر کے بعد تربیتی اجلاس میں مکرم مجید احمد قریشی صاحب نے تقریر کی حاضری انصار

13،خدام 13، اطفال 17 رہی۔

مجلس کریم نگر فیصل آباد کی زیارت مرکز : 17/اکتوبر 2010ء کو مجلس عاملہ کے 18 ممبران پر مشتمل قافلہ نے جامعہ احمدیہ جونیئر سیکشن کا دورہ کیا۔بعد میں دفتر انصاراللہ میں ایک ریفریشر کورس میں شریک ہوئے جہاں چوہدری عطاء الرحمٰن صاحب، شکیل احمد قریشی صاحب ،محترم ملک منور احمد جاوید صاحب نائب صدر، محترم ڈاکٹر عبدالخالق خالد صاحب نائب صدر اوّل نے نصائح کیں۔ممبران عاملہ نے بیوت الحمداور دیگر مرکزی دفاتر کا دورہ بھی کیا۔

مجلس مارٹن روڈ کراچی:14/نومبر 2010ء کو 15 انصار نے بمقام ہل پارک پکنک میں شمولیت کی۔

وقار عمل

مجلس کریم نگر فیصل آباد: احمدیہ قبرستان کوکھووال میں اجتماعی وقارعمل کیا گیا۔اور 32 فٹ لمبے کھال کی بھی صفائی کی گئی۔

مجلس دارالنور فیصل آباد: 21/نومبر 2010ء کو کوکھووال قبرستان میں درختوں کی آبپاشی کرنے والے کھالوں کی صفائی کی گئی 29 انصار نے شمولیت کی۔

صحت جسمانی اور ایثار

مجلس کریم نگر: صحت جسمانی 10/اکتوبر کو ورزشی مقابلہ جات کا انعقاد کیا گیا ڈبل جمپ 100 میٹر دوڑ، گولا پھینکنا کے مقابلہ جات ہوئے 35 انصار شامل ہوئے

واہ کینٹ: کرسچن ہسپتال ٹیکسلا کے مختلف وارڈز میں 162 مریضوں کی عیادت کی اور جوس پیش کئے گئے۔دوران ماہ مجلس ہذا کے ڈاکٹر صاحبان نے 20 مریضوں کے مفت ٹیسٹ کئے۔15 مریضوں کو مفت ادویات دیں۔دوران ماہ میں 4 گھروں میں راشن تقسیم کیا گیا 10 پڑوسیوں کو روزانہ پانی فراہم کیا جاتا رہا۔

فیصل ٹاؤن لاہور : رمضان المبارک کے آغاز پر مستحقین میں 26 راشن اور گفٹ پیک تقسیم کئے گئے تھے۔عیدالفطر کے موقع پر 20 عدد خصوصی عید کیک اور بچوں میں عیدی تقسیم کی گئی۔

اورنگی ٹاؤن کراچی : شوگر کے بارہ میں ایک تفصیلی مضمون تیار کر کے انصار کو بھجوایا گیا۔موسم گرما کے امراض اور احتیاطی تدابیر اور مچھروں کے انسداد کے سلسلہ میں بھی معلومات وہدایات انصار تک پہنچائی گئیں۔

مجلس مارٹن روڈ کراچی:14/نومبر 2010ء کو 5 انصار نے سائیکل سفر میں حصہ لیا۔

ننکانہ صاحب: ڈینگی فیور کا نسخہ تیار کر کے نگران حلقہ جات کے ذریعہ دوائی ضلع کی تمام مجالس میں تقسیم کروائی گئی۔

ریفریشر کورس

نظامت ضلع فیصل آباد : مورخہ 2 تا 15 نومبر 2010ء زعامت ہائے علیا دارالحمد، دارالذکر، فضل عمر، دارالنور، کریم نگر اور دارالفضل اور ضلعی عاملہ کے عہدیداران کا ریفریشر کورس ہوا۔ محترم حفیظ احمد صاحب مربی انصار اللہ نے شعبہ وار ہدایات دیں اور تربیتی امور کی طرف توجہ دلائی۔ کل حاضری 116 رہی۔

پریم کوٹ ضلع حافظ آباد : مکرم ناظم صاحب ضلع نے شعبہ وار ہدایات دیں حاضری 12 رہی۔

نتیجہ امتحان ''روحانی خزائن جلد 23'' (صفحہ 1 تا 244)

نظارت اصلاح و ارشاد مرکزیہ کی طرف سے حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب **''روحانی خزائن جلد 23''** (چشمہ معرفت و پیغام صلح) **نصف اوّل** (صفحہ 1 تا 244) کا امتحان لیا گیا۔ اس امتحان میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے **700** مجالس کے **11,346** انصار نے شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ذیلی تنظیموں میں شرکت کے لحاظ سے مجلس انصار اللہ پاکستان اوّل قرار پائی۔ درج ذیل انصار نے خدا تعالیٰ کے فضل سے اس امتحان میں نمایاں کامیابی حاصل کی۔ اللہ تعالیٰ ان کے علم و عرفان میں مزید ترقی عطا فرمائے۔ آمین **(پرچے کے کل 100 نمبر تھے)**

اوّل: 98 نمبر حاصل کرنے والے انصار: مکرم منور احمد تنویر (دارالصدر شرقی طاہر۔ ربوہ) مکرم عبدالمنان فیاض (اسلام آباد شرقی) مکرم توقیر احمد ملک، مکرم صادق مجید اللہ (واہ کینٹ۔ راولپنڈی) مکرم کمال دین (سلطانپورہ۔ لاہور) مکرم زاہد مسعود (دارالذکر۔ فیصل آباد)

دوم: 97 نمبر حاصل کرنے والے انصار: مکرم فیاض احمد، مکرم مبارک انور ندیم (واہ کینٹ۔ راولپنڈی) مکرم سردار علی (شالامار ٹاؤن۔ لاہور) مکرم بشارت احمد طاہر (کھاریاں شہر)

سوم: 96 نمبر حاصل کرنے والے انصار: مکرم محمد حسین شاہد، مکرم مرزا عبدالرشید (ربوہ) مکرم مرزا وسیم احمد (خانیوال) مکرم ماسٹر عبدالرحمٰن (سیالکوٹ شہر) مکرم رحمت علی ظہور (شالامار ٹاؤن۔ لاہور)

چہارم: 95 نمبر حاصل کرنے والے انصار: مکرم پروفیسر افتخار احمد خان (حیدرآباد شہر) مکرم مبارک احمد شمس (چک 24 ضلع سانگھڑ) مکرم رانا عبدالقدیر طاہر (احمد آباد اسٹیٹ ضلع عمرکوٹ) مکرم عظمت حسین شہزاد (فضل عمر فیصل آباد) مکرم کرنل (ر) پیرزادہ نعیم احمد جاوید، مکرم خلیل احمد (گجرات) مکرم ندیم احمد صدیقی (لاہور) مکرم مجیب احمد ناصر، مکرم مسرت شمیم قریشی (النور۔ کراچی)

قیادت تعلیم مجلس انصار اللہ پاکستان

نتیجہ امتحان سہ ماہی سوم 2010ء

قیادت تعلیم مجلس انصار اللہ پاکستان

قیادت تعلیم مجلس انصاراللہ پاکستان کے زیراہتمام امتحان سہ ماہی سوم 2010ء میں پاکستان بھر سے 835 مجالس کے 12435 انصار نے شمولیت کی۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔ 324 انصار نے یہ امتحان نمایاں کامیابی ''خصوصی گریڈ اے'' میں پاس کیا۔

اوّل:		مکرم محمد صادق	دارالیمن وسطی سلام۔ربوہ
دوم:	1-	مکرم عبدالرشید سماٹری	عزیز آباد۔کراچی
	2-	مکرم ڈاکٹر منصور احمد	جوہر ٹاؤن۔لاہور
سوم:	1-	مکرم میاں مجیدالرحمٰن حمید	فیصل ٹاؤن۔لاہور
	2-	مکرم آرکیٹکٹ شعیب احمد ہاشمی	گلشن اقبال غربی۔کراچی
	3-	مکرم اعجاز احمد محمود	دارالسلام۔لاہور

اگلی دس پوزیشنز حاصل کرنے والے انصار

مکرم عظمت حسین شہزاد (فضل عمر۔فیصل آباد) مکرم مرزا رفیق احمد (واہ کینٹ۔راولپنڈی) مکرم بشارت احمد طاہر (کھاریاں شہر) مکرم انجینئر محمود مجیب اصغر (دارالصدر شمالی انوار۔ربوہ) مکرم تنویر احمد ملک (واہ کینٹ راولپنڈی) مکرم چوہدری اقبال حسین (النور۔راولپنڈی) مکرم ماسٹر عبدالرحمٰن (سیالکوٹ شہر) مکرم زاہد مسعود خان (دارالذکر۔فیصل آباد) مکرم کرنل (ر) پیرزادہ نعیم احمد جاوید (گجرات شہر) مکرم محبوب احمد خان دہلوی (بیت النور۔لاہور)

ضلع لاہور: مکرم چوہدری منیر مسعود، مکرم عطاء اللہ ڈار، مکرم ملک محمد نسیم، مکرم چوہدری محمد احمد، مکرم مبارک احمد شاہد، مکرم مظفر اقبال ہاشمی، مکرم منور احمد ڈار (جوہر ٹاؤن) مکرم چوہدری محمد اسحٰق، مکرم پروفیسر مرزا مبشر احمد، مکرم پروفیسر محمد رشید طارق (بیت الاحد) مکرم رانا نفیس الرحمٰن نعیم مکرم چوہدری نصیر احمد شاہد، مکرم رانا فضل الرحمٰن نعیم، مکرم عبدالشکور، مکرم عبدالعلی اعظم قریشی، مکرم کیپٹن (ر) ملک مبارک احمد (گرین ٹاؤن) مکرم چوہدری محمد لطیف انور، مکرم ڈاکٹر رمضان محمد زاہد (مغلپورہ) مکرم سردار علی، مکرم عزیز احمد، مکرم رحمت علی ظہور، مکرم سید واجد علی شاہ (شالامار ٹاؤن) مکرم شریف احمد، مکرم عباس خان، مکرم محمد قاسم بٹ، مکرم خالد مسعود (نشاط کالونی) مکرم محمد سلیم اختر، مکرم ماسٹر بشیر احمد (سلطانپورہ) مکرم ارشاد احمد ورک، مکرم نصیر احمد (گلشن راوی) مکرم رشید احمد محسن، مکرم نورالٰہی بشیر، مکرم ڈاکٹر فضل احمد ناصر (گلشن پارک) مکرم محمد اقبال بسراء، مکرم ظہور احمد پال (رچنا ٹاؤن) مکرم فضل الٰہی راشد، مکرم ڈاکٹر انوار الٰہی (واپڈا ٹاؤن) مکرم نعمت اللہ قریشی، مکرم قاضی محمد بشیر (فیصل ٹاؤن) مکرم بشارت احمد خان (بیت النور) مکرم احسان الحق قمر (والٹن) مکرم عابد نسیم چغتائی (دارالذکر) مکرم صوبیدار جاوید اقبال (چھاؤنی) مکرم چوہدری نثار احمد (طاہر بلاک ڈیفنس) مکرم عبدالسلام ارشد (ناصر بلاک، ڈیفنس) مکرم ندیم احمد صدیقی (کوٹ لکھپت) مکرم ضیاء اللہ توحید (بیت التوحید) مکرم عبدالشکور صدیقی (سبزہ زار) مکرم عبدالقدیر خان (فیکٹری ایریا شاہدرہ) مکرم ڈاکٹر محمد صادق جنجوعہ (فیکٹری ایریا شاہدرہ) مکرم محمد ارشاد (بیت التوحید) مکرم نصیر احمد (بھاٹی گیٹ) مکرم سید نوید احمد بخاری (سمن آباد)

ضلع کراچی: مکرم مجیب احمد ناصر، مکرم چوہدری ناصر احمد گوندل، مکرم عبدالمجید ناصر، مکرم مسرت شمیم قریشی (النور) مکرم محمد اکرم قریشی، مکرم ڈاکٹر شوکت علی (اورنگی ٹاؤن) مکرم شاہد احمد مقصود، مکرم دلاور احمد، مکرم ماسٹر محمود احمد، مکرم حاجی ناصر احمد بھٹی، مکرم رئیس احمد بٹ، مکرم منصور احمد

ایڈو،مکرم محمد رفیق احمد نسیم،مکرم اقبال محمود،مکرم لطف المنان علوی(بلدیہ ٹاؤن)مکرم حاجی ضیاء الدین،مکرم مظفر احمد سہگل،مکرم سید مبارک احمد (تیموریہ)مکرم عزیز اللہ،مکرم محمد نذیر،مکرم صبغتہ اللہ خان،مکرم محمود احمد ونیس،مکرم طاہر احمد،مکرم محمد اسمٰعیل(کورنگی)مکرم منیر الدین بھٹی،مکرم محمد رفیق،مکرم محمد یونس،مکرم خادم حسین،مکرم فضل الٰہی شاہد،مکرم چوہدری بشیر الدین محمود(ڈرگ روڈ)مکرم صلاح الدین،مکرم ارفاق احمد،مکرم منور احمد بھٹی،مکرم رشید احمد،مکرم محمد نسیم تبسم،مکرم محمد شریف،مکرم لطف الرحمٰن(صدر)مکرم محمد سرور،مکرم صوفی محمد اکرم،مکرم طارق محمود بھٹی،مکرم ملک محمد شفیق،مکرم ریاض احمد شاہد(رفاہ عام)مکرم حبوت اللہ کاہلوں،مکرم محمد عرفان صابر،مکرم چوہدری آصف محمود کاہلوں،مکرم ناصر احمد طاہر(محمود آباد) مکرم شیخ ظفر اقبال،مکرم ڈاکٹر منور احمد(گلزار ہجری)مکرم ملک محمد صدیق،مکرم ایاز صدیق(گلشن عمیر)مکرم منیر الدین بھٹی،مکرم اقبال حیدر یوسفی (گلشن جامی)مکرم مصور احمد طاہر،مکرم اشفاق حسین(ماڈل کالونی)مکرم مجیب احمد خان(ڈرگ کالونی)مکرم منصور احمد لکھنوی(گلشن اقبال شرقی)مکرم سلیم احمد پراچہ(گلشن اقبال غربی)مکرم محمد فضل احمد(گلستان جوہر شمالی)مکرم ظفر اللہ خان مبشر(گلستان جوہر جنوبی)مکرم محمد عثمان خان(ڈیفنس)مکرم مبشر احمد(نارتھ)مکرم ڈاکٹر ملک انس ربانی(ہاؤسنگ سوسائٹی)مکرم عبدالقدوس(گلشن سرسید)مکرم بشیر احمد شاہد(گلشن حدید)

ربوہ : مکرم منور احمد تنویر(دار الصدر شرقی طاہر)مکرم عزیز الرحمٰن شاہد،مکرم بشارت احمد چیمہ(دار الصدر شرقی الف)مکرم ملک اللہ بخش،مکرم محمد محمود اقبال(کوارٹرز تحریک جدید)مکرم چوہدری اللہ بخش،مکرم عبدالمنان،مکرم محمد افضل انور،مکرم غلام احمد محسن،مکرم رشید احمد کلو،مکرم وسیم احمد قریشی،مکرم محمد زاہد،مکرم ظہیر انور فاروقی(دار الفتوح غربی)مکرم تنویر الدین صابر،مکرم حکیم محمد نسیم(دار النصر غربی اقبال)مکرم عبدالسمیع خان،مکرم عبدالرشید منگلا(دار الرحمت شرقی بشیر)مکرم مبارک احمد خان،مکرم حبیب اللہ شاد(دار النصر شرقی محمود)مکرم حبیب احمد،مکرم محمد ایوب،مکرم رشید احمد(دار العلوم جنوبی احمد)مکرم محمد صدیق خان،مکرم مبشر احمد کہلوں(دار العلوم وسطی)مکرم منور شمیم خالد،مکرم عبدالرحمٰن عاجز(دار الرحمت وسطی) مکرم محمد رئیس طاہر،مکرم ماسٹر منیر احمد(دار النصر وسطی)مکرم ناصر احمد طاہر،مکرم ولی محمد(دار العلوم شرقی نور)مکرم محمد محمود طاہر(دار العلوم شرقی مسرور)مکرم جاوید احمد جاوید(دار العلوم شرقی برکت)مکرم میاں عبدالغفور طور(دار العلوم شرقی مسرور)مکرم رانا سعید احمد وسیم(دار النصر وسطی احمد)مکرم نثار احمد طاہر(دار الصدر شمالی انوار)مکرم واحد اللہ جاوید(فیکٹری ایریا احمد)مکرم شفقت رسول(دار الصدر غربی لطیف)مکرم برہان محمد خان(دار النصر غربی حبیب)مکرم عبدالسبوح بٹ(ناصر آباد جنوبی)مکرم مرزا عبدالرشید(دار العلوم غربی صادق)مکرم قمر احمد کوثر(دار الرحمت شرقی راجیکی)مکرم محمد نصیر احمد(دار الرحمت غربی)مکرم محمد مالک خضر(نصیر آباد رحمٰن)مکرم ملک عبدالسلام خان(دار النصر شرقی نور)مکرم محمد انور نسیم(دار الیمن وسطی سلام)مکرم مشتاق احمد(دار الیمن غربی سعادت)مکرم صدیق احمد(دار الفضل غربی فضل)مکرم حافظ پرویز اقبال(شکور پارک)مکرم قمر الدین(احمد نگر)

ضلع فیصل آباد: مکرم محمد اشرف کاہلوں،مکرم اقبال مصطفیٰ کاہلوں،مکرم ملک عبدالرشید،مکرم ملک عبدالحکیم،مکرم منصور احمد سونگی (دار الذکر)مکرم ہومیو ڈاکٹر بشیر حسین تنویر،مکرم خالد پرویز بٹ،مکرم محمد حنیف ڈوگر،مکرم محمد اصغر عتیق،مکرم جلال الدین اکبر(دار الحمد)مکرم حافظ محمد اکرم حفیظ(کریم نگر)مکرم قدرت اللہ(دار النور)مکرم ملک عبداللطیف خان(فضل عمر)مکرم میاں عبدالحنیظ(108 ج ب گوکھووال)

ضلع راولپنڈی: مکرم فیض احمد محسن،مکرم کیپٹن علم دین مشتاق،مکرم سہیل عمر،مکرم شیخ بشیر الدین(پشاور روڈ)مکرم عبدالکریم باسط،مکرم مبشر احمد جان(النور)مکرم مبشر احمد کھوکھر،مکرم حکیم ملک محمد رشید،مکرم مرزا رفیق احمد(بیت الحمد)مکرم حافظ امیر حسین(ایوان توحید)مکرم منور احمد ملک،مکرم میجر(ر)عظمت جاوید ملک،مکرم سلیم احمد خالد،مکرم سعید احمد،مکرم محمد کریم خان،مکرم منور احمد خالد،مکرم محمد سلیم جاوید،مکرم فضل محمود،مکرم صادق مجید اللہ،مکرم شیخ افضل الحق،مکرم خالد محمود اعوان،مکرم فیاض احمد،مکرم مبشر احمد طاہر(واہ کینٹ)مکرم انوار احمد،مکرم محمد سلیم(ٹیکسلا)

ضلع اسلام آباد : مکرم عطاء الرحمٰن خان،مکرم چوہدری مبارک علی حسنات،مکرم سید منصور احمد شاہ(جنوبی)مکرم شریف احمد،مکرم مو سیم احمد

طارق (وسطی) مکرم مرزا توقیر یٰسین، مکرم خواجہ منظور صادق (شمالی) مکرم ایم اے لطیف شاہد (غربی) مکرم عبدالمنان فیاض (شرقی) مکرم عابد لطیف (بارہ کہو)

ضلع بہاولنگر: مکرم یوسف علی خاور، مکرم ڈاکٹر محمد سلیم (327/HR) مکرم سعید احمد (بہاولنگر شہر) مکرم خالد محمود باجوہ (ہارون آباد) مکرم مبارک احمد سرویا (ڈاہرانوالہ)

ضلع سرگودھا: مکرم چوہدری شریف احمد ورک، مکرم خالد محمود، مکرم ملک عبدالسلام (سرگودھا شہر) مکرم نعمت اللہ جاوید (98 شمالی)

ضلع سیالکوٹ: مکرم مشہود احمد، مکرم میاں محمد اعظم (منڈیکی گورایہ) مکرم سید حمید الحسن (سمبڑیال) مکرم ملک اشفاق احمد (معراجکے) مکرم جلال الدین شاد (سیالکوٹ شہر) مکرم رفیق احمد بٹ (ڈسکہ کوٹ) مکرم افتخار احمد شاد (اگوکی)

ضلع ملتان: مکرم ڈاکٹر مرزا نفیس احمد، مکرم ملک غلام نبی، مکرم محمد لطیف ملک، مکرم چوہدری اشتیاق احمد، مکرم چوہدری عبدالمجید (ملتان شرقی)

علاقہ سرحد مکرم ارشاد احمد، مکرم مبارک احمد اعوان (پشاور شہر) مکرم مشتاق احمد (حیات آباد۔پشاور) مکرم محمد علی گلشن (پشاور چھاؤنی) مکرم مسعود احمد (بازید خیل ضلع پشاور) مکرم انجینئر طاہر احمد، مکرم محمد اکرم (مردان)

ضلع ننکانہ: مکرم رفیع احمد طاہر، مکرم احمد حسین رانا، مکرم سعید احمد ایاز، مکرم کلیم احمد لقمان (سانگلہ ہل) مکرم داؤد احمد شاکر (ننکانہ شہر) مکرم منور احمد، مکرم مبارک احمد ناصر (سیدوالہ)

ضلع حیدرآباد: مکرم نسیم احمد چوہدری، مکرم محمد ظفر بھٹی، مکرم نثار احمد بسرا، مکرم پروفیسر افتخار احمد خان (حیدرآباد شہر) مکرم محبوب احمد، مکرم لقمان احمد زاہد، مکرم بشیر احمد (کوٹری) مکرم محمود احمد (بشیرآباد)

متفرق: مکرم کرنل ظفر علی (اوکاڑہ شہر) مکرم حمید اللہ باجوہ (بہاولپور شہر) مکرم ماسٹر نذیر احمد (58/3 ٹکڑا ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ) مکرم ڈاکٹر غضنفر احمد سلیم (سرائے عالمگیر ضلع جہلم) مکرم قمر احمد طاہر (چپ بورڈ فیکٹری ضلع جہلم) مکرم عبدالسلام ظفر، مکرم محمد اشرف (چک جھمرہ ضلع حافظ آباد) مکرم صدیق احمد (خانپور ضلع رحیم یار خان) مکرم محمود احمد ظفر (جھنگ صدر) مکرم محمد اشرف تارڑ (کولو تارڑ ضلع حافظ آباد) مکرم مرزا وسیم احمد (خانیوال شہر) مکرم چوہدری محمد طفیل (نارووال شہر) مکرم مسعود احمد (لیہ شہر) مکرم خلیل احمد (ڈیرہ خلیل ضلع خوشاب) مکرم سلطان احمد ظفر، مکرم مظفر احمد باجوہ (ساہیوال شہر) مکرم محمد حمید الحق (منڈیالہ وڑائچ ضلع گوجرانوالہ) مکرم مرزا خالد احمد (گوجرانوالہ شرقی) مکرم عبدالرؤف بھٹی (کوٹ امیر خان جاہن ضلع گوجرانوالہ) مکرم راجہ خلیل احمد، مکرم مبشر احمد چوہان (کھاریاں شہر) مکرم محمد یونس، مکرم مظفر احمد، مکرم ڈاکٹر منیر حسین چوہدری (گجرات شہر) مکرم چوہدری مقصود احمد (ہیلیسر الوالہ ضلع گجرات) مکرم بشارت احمد (دیوا ماجرا ضلع گجرات) مکرم چوہدری رشید احمد، مکرم دوست محمد جھٹھہ (543/EB ضلع وہاڑی) مکرم محمد ارشد شاد (245/EB ضلع وہاڑی) مکرم اوصاف احمد (علی پور ضلع مظفر گڑھ) مکرم منظور احمد طور (شاہ تاج شوگر ملز ضلع منڈی بہاؤالدین) مکرم ریاض احمد ارشد (کوٹلی افغاناں ضلع منڈی بہاؤالدین) مکرم پروفیسر شاہد احمد کھٹانہ، مکرم نسیم اقبال گوندل، مکرم رفیق احمد ججہ، مکرم خلیل احمد گوندل (میرپور خاص شہر) مکرم عبدالمجید زاہد (کنری ضلع عمرکوٹ) مکرم رانا عبدالقدیر (احمد آباد اسٹیٹ ضلع عمرکوٹ) مکرم چوہدری نذیر احمد گھمن (چک 5 احمد آباد ضلع بدین) مکرم بشیر احمد بھٹی (بدین شہر) مکرم نصیر احمد گوندل (کھوسکی ضلع بدین) مکرم ایم ریاض احمد رضا (گولارچی ضلع بدین) مکرم مبارک احمد شمس (چک 24 ضلع سانگھڑ) مکرم کرامت اللہ (سانگھڑ شہر) مکرم طارق محمود (نواب شاہ شہر) مکرم راجہ عبدالحمید (خلیل آباد ضلع کوٹلی آزاد کشمیر) مکرم عبدالرزاق رازی (میرپور۔آزاد کشمیر) مکرم عبدالباسط (میرا بھڑکا۔ضلع میرپور AK) مکرم عبدالاکبر طاہر، مکرم نصیر احمد شیخ (مظفرآباد۔آزاد کشمیر)

قیادت تعلیم مجلس انصاراللہ پاکستان

چند شعبہ جات کے نائبین اور کارکنان محترم صدر مجلس کے ہمراہ

قیادت عمومی

مدیر و نائب مدیران

شعبہ اشاعت

قیادت اصلاح و ارشاد

مجلس عاملہ انصار اللہ مقامی ربوہ سال2010ء

Monthly **ANSARULLAH**

January 2011

Regd. # CPL-8/MDFD

EDITOR:Muhammad Mahmood Tahir

Ph: (047)-6212982Fax: (047)-6214631(C.Nagar 35460) E-mail:ansarullahpakistan@gmail.com

مدیر، نائب مدیران ماهنامه انصار اللہ و کارکنان اشاعت صدر مجلس کے ہمراہ

کارکنان انصار اللہ پاکستان محترم صدر مجلس کے ہمراہ